ذکرِ حسین
علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام
مصنف
محمد محبوب الرسول قادری
حضرت سلطان باھو ٹرسٹ

والی کربلا کے تذکار پر مبنی ارمغانِ محبت

ذکرِ حسین علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام

مصنف
محمد محبوب الرسول قادری

حضرت سلطان باھو ٹرسٹ
اے بلاک لالہ زار فیز II ٹھوکر نیاز بیگ لاہور
فون : 042-5028292,5311324

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب .... ذکرِ حسین علیٰ جدہٖ علیہ السلام

مصنف .... ملک محبوب الرسول قادری

پروف ریڈنگ .... محمد تاج قادری

کمپوزنگ .... طیب گرافکس

ناشر .... حضرت سلطان باہو ٹرسٹ

تعداد 1100

صفحات 72

قیمت .... روپے

ملنے کے پتے:

حضرت سلطان باہو ٹرسٹ A۔ بلاک۔ لالہ زار فیز 2۔ ٹھوکر نیاز بیگ لاہور فون: 042-5311324

U.K. 17 Ombersley Road, Balsal Heath, Birmingham B-12, 8UT, UK.

Ph: UK, 07980601374, 0121-4404096 E-mail: monthlyramooz@yahoo.com

حسنِ ترتیب

☆☆☆☆

ذکرِ حسینِ پاک ہے مرے روح کی غذا
اس ذکر سے ہے باقی آرامِ جاں ہمارا

تبرکاتِ باہو رحمہ اللہ تعالیٰ

ثابت صدق تے قدم اگیرے تاہیں رب لبھیوے ہو
لوں لوں دے وچہ ذکر اللہ ہر دم پیا پڑھیوے ہو
ظاہر باطن عین عیانی ہو ہو پیا سینوے ہو
نام فقیر تنہاں دا باہو قبر جنہاں دی جیوے ہو

☆☆☆

جے کر دین علم وچہ ہوندا تاں سر نیزے کیوں چڑھدے ہو
اٹھارہ ہزار جو عالم آہا اوہ اگے حسین دے مردے ہو
جے کجھ ملاحظہ سرور دا کردے تاں خیمے تمبو کیوں سڑدے ہو
پر صادق دین تنہاندے باہو جیہڑے سر قربانی کردے ہو

☆☆☆☆

الاھداء

صبح قیامت تک خاندانِ نبوت میں آنکھ کھولنے والے ہر فرزند کے نام

کیونکہ

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اسلیے

ہمارا مسلک، مسلک محبت ہے

چونکہ دارد حب اولاد بتول
زیں سبب شد بندہ، محبوب الرسول

انتساب

میں اپنی اس کوشش وکاوش کو بصد عجز وانکسار بدر قادریت

شمس چشتیت قدوۃ الاولیاء

حضرت سخی سید معروف شاہ قادری خوشابی نوراللہ مرقدہٗ

کی ذات گرامی سے منسوب کرتا ہوں۔

جن کا سالانہ عرس مبارک بھی حضور پرنور، راکب دوش رسول شہزادۂ گلگوں قباء، سید الشہداء، سیدنا امام حسین علیہ السلام کے یوم شہادت (۱۰ محرم الحرام) کو انعقاد پذیر ہوتا ہے اور جن کے روحانی فیضان سے ایک جہان آباد ہے۔

یکے از غلامان آل رسول

محمد محبوب الرسول قادری

۴/۱۹۸ جوہر آباد ضلع خوشاب

پوسٹ کوڈ نمبر ۴۱۲۰۰

رابطہ

0300-9429027

0454-721787

منقبت بحضور سید الشہداء امام عالی مقام سیدنا امام حسین علیہ السلام

نتیجہ فکر: صاحبزادہ سید نصیر الدین نصیر گیلانی (گولڑہ شریف)

حسنِ تخلیق کا شہکار حسین ابنِ علی
عشق کا مطلعِ انوار، حسین ابن علی

گلِ گلزار حرم، زینِ آلِ ہاشم
نورِ چشم شہِ ابرار حسین ابن علی

مظہرِ صدق وصفا، پیکرِ تسلیم و رضا
پر تو احمدِ مختار، حسین ابن علی

بزمِ ایمان وصداقت کے لیے شمعِ وفا
صدق و اخلاص کا معیار، حسین ابن علی

نہ غمِ ذات، نہ اولاد و اقارب کا ملال
غمِ اُمّت میں دل افگار، حسین ابن علی

حق جہاں جلوہ نُما ہوگا وہاں تو ہوگا
چار سو ہے تیرا دیدار، حسین ابن علی

تری سرکار سے خالی نہیں جاتا کوئی
سب کو ہے تجھ سے سروکار، حسین ابن علی

آستاں پر ترے آیا ہے تہی دست نصیر
ترا دربار ہے دُربار، حسین ابن علی

☆☆☆☆

کارزارِ کربلا میں امام عالی کا تاریخ ساز خطبہ

کلام الامام، امام الکلام

ایُّہا النَّاسُ اِنَّ رَسُوْلَ اللہ ، صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ، قَالَ مَنْ رَّاٰی سُلْطَانًا جَائِرًا
مُسْتَحِلًا حرمِ اللہ نَاکِثًا لِعَهْدِ اللہ مُخَالِفًا لِسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللہ ، صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ، یَعْمَلُ
فِیْ عِبَادِ اللہ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ فَلَمْ یغیر مَا عَلَیْہِ بِفِعْلٍ وَلَا قَوْلٍ کَانَ حَقًّا عَلَی اللہ اَنْ
یُّدْخِلَہٗ مدخلہ۔ اَلَا وَاِنَّ ھٰؤُلَاءِ قَدْلَزِمُوْا طَاعَۃَ الشَّیْطَانِ وَتَرَکُوْا طَاعَۃَ الرَّحْمٰنِ وَاَظْهَرُوا
الْفَسَادَ وَعَطَّلُوا الْحُدُوْدَ وَاسْتَاْثَرُوْا بِالْفَیْءِ وَاَحَلُّوْا حَرَامَ اللہ وَحَرَّمُوْا حَلَالَہٗ ، وَاَنَا اَحَقُّ
مَنْ غَیْرٍ ، وَقَدْ اَتَتْنِیْ کُتُبُکُمْ وَرُسُلُکُمْ بِبَیْعَتِکُمْ ، وَاَنَّکُمْ لَاتُسْلِمُوْنِیْ وَلَا تَخْذُلُوْنِیْ .
فَاِنْ تَمَمْتُمْ عَلٰی بَیْعَتِکُمْ تُصِیْبُوْا رُشْدَکُمْ ، وَاَنَا الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ وَابْنُ فَاطِمَۃَ بِنْتِ رَسُوْلِ
اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ، نَفْسِیْ مَعَ اَنْفُسِکُمْ ، وَاَھْلِیْ مَعَ اَھْلِیْکُمْ ، فَلَکُمْ فِیَّ اُسْوَۃٌ ،
وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَنَقَضْتُمْ عَهْدِیْ وَخَلَعْتُمْ بَیْعَتِیْ فَلَعَمْرِیْ مَاھِیَ لَکُمْ بِنُکْرٍ ، لَقَدْ
فَعَلْتُمُوْھَا بِاَبِیْ وَاَخِیْ وَابْنِ عَمِّیْ مُسْلِمِ بْنِ عَقِیْلٍ ، وَالْمَغْرُوْرُ مَنِ اغْتَرَّ بِکُمْ ، فَحَظَّکُمْ
اَخْطَاْتُمْ ، وَنَصِیْبَکُمْ ضَیَّعْتُمْ ، فَمَنْ نَکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَسَیُغْنِی اللہُ عَنْکُمْ ،
وَالسَّلَامُ۔

خطبۂ مبارک کا ترجمہ

''اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے ظالم، محرماتِ الٰہی کو حلال کرنے والے، اللہ کے عہد کو توڑنے والے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مخالفت کرنے والے اور اللہ کے بندوں پر گناہ اور زیادتی سے حکومت کرنے والے بادشاہ کو دیکھا اور اس نے اپنے فعل یا قول کے ذریعے سے غیرت کا اظہار نہ کیا تو اللہ کو حق ہے کہ اُسے اس بادشاہ کے ساتھ دوزخ میں داخل کرے۔ لوگو! خبردار ہو جاؤ۔ ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت اختیار کر لی ہے اور رحمان کی اطاعت ترک کر دی ہے۔ انہوں نے ملک میں فتنہ وفساد پھیلا دیا ہے اور حدودِ الٰہی کو معطل کر دیا ہے۔ مالِ غنیمت میں یہ لوگ اپنا حصہ زیادہ لیتے ہیں۔ اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں اور حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام۔ اس لئے مجھے غیرت آنے کا زیادہ حق ہے۔ میرے پاس تمہارے خطوط آئے اور قاصد پہنچے کہ تم نے میری بیعت کر لی ہے، اور تم مجھے بے یار و مددگار نہ چھوڑو گے۔ اگر تم اپنی بیعت پوری کرو گے تو راہِ راست پر پہنچو گے۔ میں حسین ابن علی اور ابن فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ میری شخصیت تم لوگوں کے لئے نمونہ ہے اور اگر تم ایسا نہ کرو گے اور اپنا عہد اور میری بیعت توڑ دو گے تو واللہ یہ بھی تمہاری ذات سے بعید اور تعجب انگیز فعل نہ ہوگا۔ تم اس سے پہلے میرے باپ، میرے بھائی اور میرے ابنِ عم مسلم کے ساتھ ایسا ہی کر چکے ہو۔ وہ شخص فریب خوردہ ہے جو تمہارے دھوکے میں آ گیا۔ تم نے اپنے فعل سے بہت بری مثال قائم کی۔ جو شخص عہد توڑتا ہے، وہ اپنے ہاتھ سے اپنا نقصان کرتا ہے۔ عنقریب مجھے اللہ تمہاری امداد سے بے نیاز کر دے گا............ والسلام۔''

بسم اللہ الرحمن الرحیم
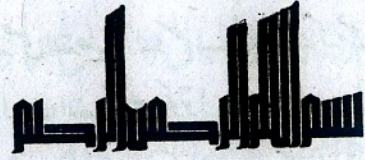
آنچہ من در بزمِ ناز آوردہ ام دانی کہ چیست؟
یک چمن گُل، یک نیستان نالہ، یک خمخانہ مَی

ترجمہ

"جو کچھ میں بزم ناز میں لایا ہوں، آپ کو معلوم ہے وہ کیا ہے؟
یہ ایک پھولوں کا باغ، ایک گھنا جنگل آہ بکا، اور ایک مے کدہ ہے"

کون کیا کہتا ہے؟

"ذکر حسین" دراصل میرا وہ مضمون ہے جو "شہزادۂ کونین سید الشہداء امام حسین علیہ السلام" کے نام سے گزشتہ بارہ چودہ سالوں سے ہر سال متعدد بار چھپتا ہے اہل علم اور اس پر مختلف ارباب ذوق کے تاثرات اس کی اہمیت کے حوالے سے خاصے کی چیز ہیں وحدت ملی، اخوت و یکجہتی اور ملک میں قیام امن کے لیے مفادات ثابت ہونگے۔ (محبوب قادری)

استاذ العلماء امام المناطقہ علامہ عطا محمد بندیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ

سینئر نائب صدر جمعیت علمائے پاکستان

عزیز ملک محبوب الرسول قادری ایک مخلص سنی نوجوان ہے انہوں نے حضرت امام عالی مقام سیدنا امام حسین علیہ السلام کی سیرت پاک پر خوبصورت ایمان افروز اور باطل سوز مضمون لکھا ہے یہ مضمون یوم حشر ان کی سرخروی کا سبب بنے گا اور کامیابی کی ضمانت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور ہم سب کو حسینی مشن کا سپاہی بنائے۔ آمین

حضرت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ تعالیٰ

عزیز محبوب الرسول قادری صاحب کا مقالہ شہزادۂ کونین رضی اللہ عنہ (ذکر حسین رضی اللہ عنہ) اگرچہ مختصر ہے مگر جامع اور سادہ ہے اور اس میں عوام کی طرح خواص کے لئے بھی قلبی آسودگی اور ایمانی حلاوت کا پورا پورا سامان ہے۔

مجاہد تحریک پاکستان، فاتح تختہ دار، غازی ختم نبوت

سینیٹر حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ تعالیٰ

عزیز محبوب الرسول قادری صاحب کا تحریر کردہ مقالہ ''شہزادۂ کونین'' جستہ جستہ پڑھا۔ قادری صاحب نے دور حاضرہ میں امام عالی مقام رضی اللہ عنہ سے الفت ومحبت کا ثبوت دیتے ہوئے قابل قدر کوشش کی ہے زیر نظر مقالہ میں وہ قاری کو دعوت دیتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ۔

قافلۂ حجاز میں ایک حسینؓ بھی نہیں
گرچہ ہیں تابدار ابھی گیسوئے دجلہ و فرات

علامہ سید ساجد علی نقوی۔ سربراہ تحریک جعفریہ پاکستان

''ذکر حسین'' محبت رسول اور قرب خداوندی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ فاضل نوجوان مولانا ملک محبوب الرسول قادری کی مختصر تصنیف ''ذکر حسین علیہ السلام'' سے قلوب منور ہوں گے اور ایمان مستحکم، کیونکہ یہ ایک علمی کاوش ہے جس میں عترت رسول ﷺ کے ساتھ قادری صاحب کی قلبی محبت بھی شامل ہے۔

شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی محدث لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ

سابق چیئرمین مرکزی رویت ہلال کمیٹی ورکن اسلامی نظریاتی کونسل

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ وہ عظیم ہستی ہیں کہ جن کے ساتھ محبت کرنے والے ان کا ذکر کرنے والے اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے زندگی میں کسی موڑ پر

ناکام نہیں ہوتے عزیز محبوب الرسول قادری نے ''ذکر حسین رضی اللہ عنہ'' کے ذریعے بہت بڑی نیکی کمائی ہے۔

ممتاز صحافی، دانشور اور خطیب آغا مرتضیٰ پویا چیئرمین حزب جہاد پاکستان

جس قدر خوبصورت میرے مولا حسینؑ کا نام ہے پیش نظر خوبصورت مقالہ میں عزیز مصنف مولانا ملک محبوب الرسول قادری نے ایسے ہی خوبصورت خیالات کا اظہار کیا۔ ہر سطح کے افرادِ امت کے لئے، برابری کی بنیاد پر یکساں مفید تحریر ہے خدا انہیں اجر جزیل عطا کرے۔

جماعت اسلامی کے بانی سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم کے صاحبزادے

جناب سید حیدر فاروق مودودی

مذہبی اختلاف یا اتفاق سے قطع نظر نواسۂ رسول ﷺ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ لازوال عظمتوں کے حامل ہیں اور پوری مسلم برادری ان کے ساتھ اپنی عقیدت ومحبت کا دم بھرتی ہے محترم محبوب الرسول قادری نے جس انداز میں شہزادۂ کونین رضی اللہ عنہ کے متعلق ''ذکر حسین رضی اللہ عنہ'' کے نام سے مقالہ لکھا وہ لائق ستائش اور قابل تقلید ہے۔

حضرت صاحبزادہ سلطان فیاض الحسن سروری قادری (زیب سجادہ)

دربار حضرت سلطان باہوؒ، چیرمین، حضرت سلطان باہو ٹرسٹ

باطل قوتوں کے مقابلے میں حق وصداقت کے پیامبر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے جان، مال اور اولاد کی قربانی دے کر جو عظیم کردار پیش فرمایا اس کی یادوں کو

قوم کے سامنے پیش کرنے والا ہر وہ انسان اسی جہاد کا عظیم سپاہی کہلائے گا۔عزیزم محبوب الرسول قادری نے اپنی نوک قلم سے اس شاندار ماضی کو حال اور مستقبل کے آئینے میں پیش کرنے کی جو سعادت حاصل کی ہے وہ ہر دردمند انسان کے لئے ایک عظیم سرمایہ ہے۔مصنف نے اس موضوع پر قلم اٹھا کر حق صداقت ادا کر دیا ہے اور دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کو ایک عظیم قیادت کا تصور، جہاد کے عملی نمونے کے ساتھ پیش کر دیا ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ خود ساختہ قیادتوں کو آزمانے کے بجائے ایک مرتبہ پھر حسینیت کا چراغ روشن کیا جائے۔

حضرت پیر سید محمد کبیر علی شاہ نقشبندی مجددی

زیب سجادہ آستانہ عالیہ چورہ شریف (اٹک)

حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ حسب ونسب دونوں لحاظ سے بلندی کے اس افق پر نظر آتے ہیں کہ جہاں ارباب عزیمت کا طائر آرزو بھی پر نہیں مار سکتا۔ فاضل نوجوان جناب برادر محبوب الرسول قادری صاحب کے قلم معجز رقم نے جو موتی بکھیرے ہیں ان کو اصحاب دل وعقیدت، چن کر اپنے ماتھے کا جھومر بنائیں گے اور ہر جملے سے نیا لطف پائیں گے۔

جگر گوشۂ شیخ القرآن حضرت علامہ مفتی عبدالشکور ہزاروی

سبط رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جان مرتضیٰ رضی اللہ عنہ، ابن زہرا رضی اللہ عنہ، سید شباب اہل الجنۃ، سید الشہداء حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت، عظمت، اخلاق کریمانہ، عزم واستقلال اور شجاعت وشہادت سے آگاہی ہر

دور کے لئے مشعل راہ ہے عزیزم محمد محبوب الرسول قادری نے شہزادہ کونین ؓ کے حضور چند گلہائے تازہ پیش کئے ہیں جس سے ان کی اہل بیت پاک سے عقیدت ومحبت کا اظہار ہوتا ہے، یہ سعادت بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔

ملک جاوید اکبر ساقی چیئرمین تحریک وحدت اسلامی پاکستان

برادر مکرم ملک محبوب الرسول قادری کے تحقیقی مقالہ ''ذکر حسین رضی اللہ عنہ'' کی سطر سطر سے عشق ومحبت کا نور پھوٹتا ہے اور خاندان رسول ﷺ کے ساتھ ان کی محبت کا پتہ چلتا ہے یقیناً یہ عظیم کاوش ان کے لئے سرمایۂ آخرت ہوگی۔

جناب قاضی عبدالقدیر خاموش جمعیت علمائے اہلحدیث پاکستان

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ، لازوال عظمتوں کے حامل نوجوانان جنت کے سردار ہیں اور محبت رسول ﷺ کا مظہر بھی لیکن میرے نزدیک ان کی شان اور مقام کو بیان کرنے کے لئے یزید کو گالی دینا ضروری نہیں ہے۔محترم محبوب الرسول قادری کے پاس زوردار قلم ہے اور وہ لکھنا جانتے ہیں مجموعی طور پر کتابچہ ''ذکر حسین رضی اللہ عنہ'' کے مطالعہ سے محبت رسول ﷺ کی راہیں کھلتی ہیں۔

خطیب العصر

حضرت علامہ حافظ خان محمد قادری پرنسپل جامعہ محمدیہ غوثیہ داتا نگر لاہور

برادر محبوب الرسول قادری صاحب کا مقالہ قلم کی روانی، خیالات کی جولانی اور بیدار مغزی کا بین ثبوت ہے ایک ایک سطر محبت حسین پاک رضی اللہ عنہ میں ڈوب

کر لکھی گئی ہے۔ زیر نظر مقالہ کو پڑھتے ہوئے حضرت اقبال کا یہ شعر دہلیز دماغ پر بار بار دستک دے رہا ہے۔

گرمی ء ہنگامہء بدر و حنین

حیدرؓ و صدیقؓ وفاروقؓ و حسینؓ

جناب پروفیسر محمد طاہر عظیمی انچارج مراقبہ ہال چنیوٹ

شہادت شہزادہ کونین امام عالی مقام امام حسینؓ قربانی کی ایسی بے مثل و بے مثال اور لازوال داستان ہے۔ جس کو تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اور جس کو پڑھ کو خیالات کے تلاطم کو الفاظ کا روپ دینا مشکل ہو جاتا ہے۔ محترم محبوب الرسول قادری ایک ایسا معتبر نام کہ جس کا کام خلوص نیت سے تبلیغ اسلام اور بس! کتابچہ شہزادۂ کونین ''ذکر حسینؓ'' پڑھا چند صفحات میں ایسے جامع انداز میں واقعہ کو بیان کرنا قادری صاحب ہی کا حصہ ہے۔ الفاظ کے استعمال میں قادری صاحب بہت خوش نصیب ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے۔ جیسے الفاظ ان کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہیں اور تلملا رہے ہیں کہ شاید ان کا استعمال ہو جائے اور سعادت دارین ان کے حصہ میں آجائے شہادت حسینؓ ایک ایسا نازک موضوع ہے۔ جس پر قلم اٹھانا اور اس کا کماحقہ حق ادا کرنا ہر چارو ناچار کے بس کی بات نہیں ان کی کاوشیں (محبوب الرسول قادری) یقیناً بارگاہ حسینؓ سے سند قبولیت حاصل کر کے سرمایہ دارین بنیں گی۔

ممتاز شیعہ محقق نامور عالم دین علامہ ع غ کراروی

عزیز محترم مولانا ملک محبوب الرسول قادری کی تصنیف ''شہزادۂ کونینؓ''

اپنی مثال آپ ہے، جس طرح سیدنا امام حسینؓ کی عظمت کا انکار ناممکن ہے اس طرح اس تصنیف کی حقانیت کو جھٹلانا، سورج کو دیکھ کر رات کہنے کے مترادف ہے۔

ملک التحریر جناب علامہ عبدالحق ظفر چشتی (لاہور)

حضرت امام حسینؓ کے حضور خراج عقیدت پیش کرنا محبت رسول ﷺ کی دلیل ہے۔ کیونکہ محبوب کے محبوب کا تذکرہ محبوب کو راضی کرنے اور ان کی نگاہ کرم کے طلب کا حسین انداز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر محبوب الرسول قادری نے محبوبانہ طرز تحریر اور محبوبانہ طرز محبت میں کیا ہے محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب بن کر اسم بامسمّٰی بن گئے۔

قادر الکلام شاعر و ادیب جناب علامہ جوہر نظامی

دنیا کے جمیع شہدائے کرام میں حضرت امام حسین علیہ السلام کا مقام ارفع و اعلیٰ ہے۔ ان کی شہادت افضل ترین شہادت ہے۔ کربلا میں امام حسین علیہ السلام مع اصحاب کرام واہل خاندان جس بے دردی اور ظلم سے شہید کئے گئے ہیں۔ اس کی مثال کائنات میں نہیں ملتی۔ اسلام کو جو زندگی امام حسین علیہ السلام کی مظلومانہ شہادت سے ملی ہے دنیا میں اس کی ایک بھی نظیر نہیں۔ عزیزم محبوب الرسول قادری نے جس خلوص اور جس محبت سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی اس قربانی کی تفسیر اپنے رسالہ شہزادہ کونین (ذکر حسینؓ) میں بیان کی ہے۔ میں کیا، تمام کائناتِ محبت اس سے متاثر ہوئی ہے۔ میرے پاس اُن کی اس مختصر کتاب کی تعریف کے حق میں الفاظ نہیں ورنہ جی چاہتا ہے کہ اس کتاب کی فضیلت بیان کرتے ہوئے پوری کتاب تحریر کردوں۔

محبت معنی و الفاظ میں لائی نہیں جاتی
یہ وہ نازک حقیقت ہے کہ سمجھائی نہیں جاتی

تاریخ میں اس شہادت کے اسباب اوراس کے حالات وواقعات پوری طرح موجود ہیں مگراس مختصر کتابچے میں جس عقیدت اور خلوص سے عزیزم محبوب الرسول قادری نے ان واقعات کا ذکر کیا ہے وہ دل میں یوں اتر گئے کہ جیسے محبت کا مقام ہر دل کی گہرائیوں میں موجود ہوتا ہے۔ایسی تحریر ایک بندۂ مومن کی ہی ہوسکتی ہے قادری صاحب نے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی محبت اور رضا خرید لی ہے۔

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

میزان حروف

محرام الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے۔محرم، رجب، ذیقعد اور ذوالحجہ یہ چار مہینے ہیں جنکے بارے میں قرآن مجید نے ارشاد فرمایا...... بارہ مہینوں میں یہ چار مہینے حرمت (بزرگی) والے ہیں دوسری جگہ ارشاد الٰہی ہوا...... ''ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم مت کرو......'' اس حکم ربی سے مراد یہ ہے کہ ان چار مہینوں کے دوران خصوصیت کے ساتھ گناہوں سے بچو کیونکہ ان ایام میں گناہ کرنے والا ایک تو ان کی برکتوں سے محروم رہے گا دوسرے ان مہینوں کی بے حرمتی کر کے زیادہ سزا کا مستحق ٹھہرے گا۔محرم الحرام کو شہراللہ اور شہرالانبیاء کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔اس مہینے کی دسویں تاریخ کو ''یوم عاشورہ'' کہتے ہیں مشہور ہے کہ خداوند تعالیٰ نے زمین اور آسمان کو عاشورہ کے روز پیدا فرمایا۔زمین پر سب پہلے اسی روز بارش ہوئی۔حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکالے جانے کے بعد ایک طویل مدت آہ وزاری کرتے رہے تو اسی روز انکی توبہ قبول ہوئی۔اسی روز نوح علیہ السلام کی کشتی کو طوفان سے نجات ملی۔ ادریس علیہ السلام کے مراتب اور درجات میں اسی روز بلندی عطا کی گئی۔حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اسی روز نمرود کی آگ گلزار بنائی گئی۔موسیٰ علیہ السلام کو اسی روز تورات عطا کی گئی اور اسی روز خدا تعالیٰ نے ان سے کلام کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اسی روز لشکر فرعون پر فتح نصیب ہوئی اور فرعون دریائے نیل میں غرق ہوا اور پھر ساری کائنات میں سب سے انوکھا، عجیب، منفرد اور نہ بھلایا جانے والا واقعہ

"سانحہ کربلا" بھی اسی روز رونما ہوا۔ ہجرت کے بعد جناب مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ طیبہ کے یہودیوں سے پوچھا کہ تم عاشورہ کا روز کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ چونکہ اس روز فرعون غرق ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام اوران کی قوم کونجات ملی تو جناب موسیٰ نے اظہار تشکر کے طور پر روز رکھا۔ سو ہم بھی روزہ، شکرانہ کے طور پر رکھتے ہیں۔ بخاری شریف کی حدیث کے مطابق یہ سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "..........تمہاری نسبت حضرت موسیٰ کے ہم زیادہ حق دار ہیں......" چنانچہ حضورﷺ نے اس دن روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم بھی ارشاد فرمایا۔

مسلم شریف میں موجود ہے کہ جب 10 ھ میں حضورﷺ نے عاشورہ کا روزہ رکھا تو صحابہ کرامؓ نے عرض کی کہ یہ وہ دن ہے جس کی یہود ونصاریٰ تعظیم کرتے ہیں تو جناب مصطفیٰﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر آئندہ سال میں تمہارے درمیان موجود رہا تو محرم کی نویں تاریخ کا روزہ بھی رکھوں گا۔ اگرچہ اگلے سال سے پہلے جناب مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ السلام نے اس جہان فانی سے پردہ فرمالیا لیکن پھر بھی حضور کے اس ارشاد گرامی سے (9) نومحرم کو بھی روزہ رکھنا ثابت ہوا۔ محرم کا لفظ سنتے ہی اہل ایمان سید الشہداء حضرت امام عالی مقام حسین علیہ السلام اور انکے جانثار ساتھیوں کی بے مثال قربانی اوران کی عظمت ورفعت مقام کے ساتھ عقیدت واحترام کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے اسلام دشمن قوتیں بھی اسی ماہ مقدس کے دوران، ملت اسلامیہ میں انتشار وخلفشار کی یلغار کو تیز کر دیتی ہیں۔ الحمدللہ مسلمانوں کے تقریباً تمام

مکاتیب فکر اور مسلم برادری کی غالب اکثریت صرف حضرت امام حسین علیہ السلام کی عظمت کی معترف ہی نہیں بلکہ ان کی محبت واطاعت میں ہی ایمان کی تکمیل یقین کرتی ہے۔ کیونکہ خدا کے محبوب اور ساری کائنات کی مطلوب حضور سید عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ ابن ماجہ اور المستدرک نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ "جس نے حسن اور حسین (علیہم السلام) کو محبوب رکھا اس نے درحقیقت مجھے محبوب رکھا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا" اور حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ روای ہیں کہ حضورﷺ نے فرمایا....."جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا اس نے مجھ کو محبوب رکھا اور جس نے مجھ کو محبوب رکھا اس نے اللہ کو محبوب رکھا اور جس نے اللہ کو محبوب رکھا اس کو اللہ نے جنت میں داخل کیا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا اور جس نے اللہ سے بغض رکھا اللہ نے اس کو جہنم میں داخل کیا.........."

ایک مرتبہ فرمایا حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمت والرضوان فرماتے ہیں۔ ......"......اے اہل بیت رسول! تم سے محبت رکھنا اللہ نے قرآن میں فرض قرار دیا ہے تمہاری عظمت کے لئے یہی کافی ہے کہ جس نے تم پر درود شریف نہیں پڑھا اس کی نماز ہی نہیں...... جن جاہلوں نے مجھ کو کہا کہ تو رافضی ہوگیا ہے تو میں نے جواب دیا کہ حاشا! میرا دین اور میرا عقیدہ رافضیوں جیسا نہیں۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ میں بہتر امام اور بہتر ہادی کے ساتھ دوستی ومحبت رکھتا

ہوں اور اگر آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی محبت ہی کا نام رفض ہے تو دونوں جہان
گواہ رہیں، بے شک میں رافضی ہوں......" ......اور امام حسین علیہ السلام وہی تو ہیں
جنہوں نے ایک فاسق، فاجر، ملعون، اسلام دشمن، شیطان صفت شخص یزید کی بیعت
سے انکار کر دیا تھا اگر بیعت کر لیتے تو دنیا جہاں کی کون سی نعمت تھی جو انہیں نہیں مل سکتی
تھی مگر آپ نے

سر داد ، نہ داد دست در دستِ یزید
حقا کہ بنائے لاالہ است حسین

کی عملی تفسیر پیش فرما دی۔ صد حیف! اس قوم پر جو اپنے اتنے عظیم راہنما کی
بے مثال قربانی کو نظر انداز کر کے انہیں وجہ نزاع بنا رہی ہے۔ قابل رحم ہے وہ قوم جو
اپنے عظیم محسن کے کارناموں پر خراج عقیدت پیش کرنے اور ان کے طریقہ مقدسہ پر
عمل درآمد کرنے کے بجائے انہیں اختلافات کی بنیاد بنانے پر تلی ہوئی ہے۔ بے
شک یہ درست ہے کہ یہ سب کچھ طاغوتی طاقتوں کے اشاروں پر ہوتا ہے مگر باوقار
قومیں اپنے دین سے تو غداری کا ارتکاب نہیں کرتیں۔ ورنہ قدرت کا دستور ہے کہ
بڑے سے بڑے گناہ گار کو بخش دیا جاتا ہے مگر غدار کیلئے معافی نہیں ہوتی۔ ہمارے
ملک کے موجودہ حالات فرقہ ورانہ فسادات کے ہرگز متحمل نہیں ہیں۔ ملک کے
اندرونی اور بیرونی ابتر صورت حال کسی بھی ذی شعور سے مخفی نہیں۔ عالمی سطح پر
مسلمانوں کی مظلومیت تو ضرب المثل بن چکی ہے۔ عالمی دہشت گردوں نے اتحاد
کے نام پر امت مسلمہ میں فساد کی کوششیں تیز کر رکھی ہیں۔ ایسے حالات کا تقاضا ہے کہ

ملت اسلامیہ کا ہر فرد دیانت داری اور نیک نیتی سے اپنے عقیدے پر کاربند ہو جائے
اور تمام مکاتب فکر کے دانشور تعمیری زاویہ نگاہ سے اپنی جدوجہد کو تیز کریں۔ عوام "اپنا
عقیدہ مت چھوڑو اور دوسروں کا عقیدہ مت چھیڑو" کی پالیسی پر سختی سے عمل درآمد
کریں۔ کافر کافر، فلاں کافر کی گردان کو بھلایا جائے خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھاما
جائے باہمی تفرقہ بازی کا خاتمہ کیا جائے۔ محبت رسول کی بنیاد پر پوری امت متحد
ہو جائے تو اسی میں دنیا اور آخرت کی بہتری ہے۔ فرمانِ رسول ﷺ ہے کہ مسلمان وہ
ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے محفوظ رہیں اور سارے مسلمان آپس میں بھائی
بھائی ہیں۔ خدا ہمیں ارشادات نبوی ﷺ پر عمل کی توفیق عطا کرے تا کہ ہم اسوہ
نبوی پر عمل کرتے ہوئے حسینی پرچم کو سربلند رکھیں تا کہ طاغوتی قوتیں سرنگوں ہو جائیں
اور یزیدیت کے خاتمہ کے ساتھ ہی چار سو حسینی صداقت کے اجالے پھیل جائیں۔
مشن حسینی کے فروغ کے لیے افکار حسینی سے آگاہی و شناسائی ضروری ہے۔
خطیب کربلا شہزادۂ گل گوں قبا، راکب دوشِ رسول، جگر گوشہ سیدہ زہرا بتول
حضرت امام حسین علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام نے میدان کربلا میں یزیدیوں سے چند
خطبات بھی ارشاد فرمائے جو حسن معانی اور حسن ادائیگی میں اپنی مثال آپ اور امیر
المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد گرامی کے مطابق تھے
جس میں مولائے کائنات نے ارشاد فرمایا جس کلام کو تو اچھا سمجھتا ہے اس کو مختصر
کردے کہ یہ تیرے حق میں نہایت بہتر اور تیرے فضل و کمال کی نشانی ہوگی۔ آپ
اپنے پدر بزرگوار حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح دنیائے خطابت میں بہت بلند مقام

کے حامل تھے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ ایوان خطابت کے ایک روشن ترین چراغ، دانش وبینش کا مجسمہ اور مواعظ حسنہ کا ناقابل فراموش کردار ہیں، آج حضرت امام حسین علیہ السلام عالی مقام علیہ السلام کی ان ایمان افروز باتوں کی خوشبو سے اپنے قلوب واذہان کو منور اور ایمان کو معطر وتازہ کرنے کی ضرورت ہے جو آپ نے کارزار کربلا میں اپنے خطبات میں ارشاد فرمائیں کیونکہ امام حسین علیہ السلام ایک فرد ہی نہیں بلکہ الحمدللہ ایک نظریے کی حیثیت رکھتے ہیں، اس لئے ان کے ارشادات سے آگاہی ازبس ضروری ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب عامل مدینہ ولید بن عتبہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے یزید کی بیعت لینا چاہی، آپ نے ارشاد فرمایا...... بیعت کسی مخفی امر کا نام نہیں، جب تمام لوگوں کو بیعت کے لئے بلانا اس وقت مجھے بھی بلالینا...... یہ بات سنتے ہی ولید بن عتبہ کے پاس بیٹھے ہوئے مروان بن حکم نے کہا کہ اگر حسین رضی اللہ عنہ اس وقت چلے گئے تو پھر انتہائی خونریزی کے بغیر نہیں ملیں گے، اس لئے ابھی بیعت لے لو ورنہ میرا مشورہ یہ ہے کہ امام کو قتل کردو یہ بات سن کر امام عالی مقام مولا حسین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہم اہل بیت نبوت ہیں، رسالت کا معدن اور مہبط ملائکہ ہیں۔ ہمی سے ابتداء ہوئی اور ہمی پر انتہا ہوگی۔ یزید فاسق وفاجر ہے شراب خور ہے اور ناحق خون بہانے والا ہے، لہٰذا مجھ جیسا (انسان) اس جیسے کی بیعت نہیں کرسکتا، اس کے بعد امام عالی مقام دارالامارہ سے باہر تشریف لے آئے اگر دیکھا جائے تو یہ ایک جملہ ہی آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ ہے کہ...... مجھ جیسا تجھ جیسے کی بیعت نہیں کرسکتا...... یعنی کوئی حسینی کسی یزیدی کی

بیعت نہیں کرسکتا، قادسیہ کے مقام پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ ”اے لوگو! میں تمہارے پاس ازخود نہیں آیا بلکہ میرے پاس تمہارے خطوط پہنچے اور تم نے اپنے قاصدوں کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ ہمارا کوئی امام نہیں، شاید آپ کے ذریعے سے اللہ ہمیں ہدایت اور حق پر مجتمع کردے، اب میں آگیا ہوں، اگر تم عہد ومیثاق کر کے مجھے پورا اطمینان دلادو، تو میں تمہارے شہر چلوں، لیکن اگر تم لوگ ایسا نہیں کرتے اور میرا آنا تمہیں ناگوار ہے تو میں جہاں سے آیا ہوں وہیں لوٹ جاؤں گا“ اس خطبے کا کسی نے کوئی جواب نہ دیا، اقامت پڑھی گئی۔ مولا حسین رضی اللہ عنہ کی امامت میں دوست دشمن سبھی مقتدی تھے، نماز عصر ادا ہوئی اور امام نے پھر خطبہ دیا۔ ارشاد فرمایا اے لوگو! اگر تم تقویٰ پر ہو اور حق دار کا حق پہچانو، تو یہ خدا کی خوشنودی کا موجب ہوگا۔ ہم اہل بیت رسول ﷺ ان مدعیوں سے زیادہ حکومت کے حق دار ہیں۔ ان لوگوں کا کوئی حق نہیں یہ تم پر ظلم وجور سے حکومت کرتے ہیں لیکن اگر تم ہمیں پسند نہ کرو، ہمارا حق نہ پہچانو اور اب تمہاری رائے اس کے خلاف ہوگئی ہو جو تم نے خطوں میں لکھی اور قاصدوں کی زبانی پہنچائی تھی تو میں واپس چلے جانے کے لئے بخوشی تیار ہوں (طبری جلد 7،ص 298,297)۔

مقام بیضا پر دیا جانے والا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کا تاریخ ساز خطبہ اسلامی تاریخ میں اہم ترین مقام کا حامل ہے، آپ نے فرمایا اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے ظالم محرمات الٰہی کو حلال کرنے والے، اللہ کے عہد کو توڑنے والے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی مخالفت کرنے والے اور اللہ کے بندوں پر گناہ اور زیادتی سے حکومت کرنے والے بادشاہ کو دیکھا اور

اس نے اپنے فعل یا قول کے ذریعے سے غیرت کا اظہار نہ کیا تو اللہ کو حق ہے کہ اسے اسی بادشاہ کے ساتھ دوزخ میں داخل کرے۔ لوگو! خبردار ہو جاؤ۔ ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت اختیار کر لی ہے اور رحمان کی اطاعت ترک کر دی ہے۔ انہوں نے ملک میں فتنہ و فساد پھیلا دیا ہے اور حدودِ الٰہی کو معطل کر دیا ہے، مال غنیمت میں یہ لوگ اپنا حصہ زیادہ لیتے ہیں، اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں اور حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام، اس لئے مجھے غیرت آنے کا زیادہ حق ہے۔ میرے پاس تمہارے خطوط آئے اور قاصد پہنچے کہ تم نے بیعت کر لی ہے اور تم مجھے بے یار و مددگار نہیں چھوڑو گے۔ اگر تم اپنی بیعت پوری کرو گے تو راہ راست پر پہنچو گے، میں حسین ابن علی اور ابن فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ ہوں۔ میری شخصیت تم لوگوں کے لئے نمونہ ہے اور اگر تم ایسا کرو گے اور اپنا عہد اور میری بیعت توڑ دو گے تو واللہ یہ بھی تمہاری ذات سے بیعت اور تعجب انگیز عمل نہیں ہوگا تم اس سے پہلے میرے باپ، میرے بھائی اور میرے ابن عم مسلم کے ساتھ ایسا ہی کر چکے ہو۔ وہ شخص فریب خوردہ ہے جو تمہارے دھوکے میں آ گیا۔ تم نے اپنے فعل سے بہت بری مثال قائم کی۔ جو شخص عہد توڑتا ہے وہ اپنے ہاتھ سے اپنا نقصان کرتا ہے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ مجھے، تمہاری امداد سے بے نیاز کر دے گا والسلام (بحوالہ۔ ابن اثیر جلد 4 تاریخ الامم الملوک جلد ششم)

اس خطبے میں آپ نے ارشاد فرمایا ''اگر تم مجھے موت سے خوفزدہ کرنا چاہتے ہو تو میں اس کے جواب میں وہی بات کہوں گا جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے اپنے چچازاد بھائی سے کہی تھی جو اس صحابی کو یہ کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی امداد سے باز رکھنا چاہتا تھا کہ اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت میں لڑنے نکلے تو ہلاک کر دیئے جاؤ گے، صحابی نے اس کے جواب میں یہ اشعار پڑھے تھے (ترجمہ) میں جلد ہی روانہ ہو جاؤں گا اور جب مرد کی نیت نیک ہو اور مسلمان کی مانند جہاد کرے اور نیکوں پر جان نثار کرتا ہو اور مجرموں سے علیحدہ رہتا ہو تو اسے مرنے میں کوئی عار نہیں ہو سکتی اگر میں زندہ رہا تو شرمندگی نہ ہو گی اور اگر مارا گیا تو ملامت نہ ہو گی مگر خوار و زبوں ہو کر زندہ رہنے میں تو بڑی ذلت ہے۔'' ایک موقع پر آپ نے اللہ کے حضور مناجات کے بعد یہ خطبہ ارشاد فرمایا کہ لوگو! میرا حسب و نسب یاد کرو، سوچو میں کون ہوں؟ پھر اپنے گریبانوں میں منہ ڈالو اور اپنے ضمیر کا محاسبہ کرو، خوب غور کرو کیا تمہارے لئے میرا قتل کرنا اور میری حرمت کا رشتہ توڑنا روا ہے؟ کیا میں تمہارے نبی ﷺ کی بیٹی کا بیٹا، اس کے وصی اور عم زاد کا جگر گوشہ نہیں جنہوں نے سب سے پہلے اللہ کی آواز پر لبیک کہی اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے؟ کیا سید الشہداء حمزہ میرے باپ کے چچا نہیں؟ کیا جعفر طیار میرے چچا نہیں ہیں؟ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ مشہور قول نہیں سنا کہ آپ ﷺ میرے اور میرے بھائی کے حق میں فرماتے ہیں جنت میں نوجوانوں کے سردار اور اگر یہ بیان سچا ہے اور ضرور سچا ہے کیونکہ واللہ میں نے ہوش سنبھالنے کے بعد سے لے کر آج تک کبھی جھوٹ نہیں بولا، تو بتاؤ، کیا تمہیں برہنہ تلواروں سے میرا استقبال کرنا چاہئے؟ اگر میری بات کا یقین نہیں کرتے، تو تم میں اس وقت بھی ایسے لوگ موجود ہیں جن سے تصدیق کر سکتے ہو (یا پھر اصحابی) جابر بن عبداللہ انصاری سے پوچھو، ابو سعید خدری

سے پوچھو، سہل بن سعد ساعدی سے پوچھو، زید بن ارقم سے پوچھو، انس بن مالک سے پوچھو، وہ تمہیں بتائیں گے کہ انہوں نے میرے اور میرے بھائی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے یا نہیں؟ کیا یہ بات بھی تمہیں میرا خون بہانے سے نہیں روک سکتی؟ واللہ اس وقت روئے زمین پر میرے سوا کسی نبی کا کوئی نواسہ موجود نہیں۔ میں تمہارے نبی کا بلا واسطہ نواسہ ہوں؟ کیا تم مجھے اس لئے ہلاک کرنا چاہتے ہو کہ میں نے کسی کی جان لی ہے، کسی کا خون بہایا ہے، کسی کا مال چھینا ہے؟ کہو کیا بات ہے؟ آخر میرا قصور کیا ہے؟؟

روز عاشور نماز فجر کے بعد اتمام حجت کے لئے آپ نے شامی فوج سے......
خطاب کیا اور فرمایا لوگو! جلدی نہ کرو پہلے میرا کہنا سن لو پھر اس کے بعد تمہیں اختیار ہے کہ اگر میرا عذر قبول کرلو گے میرا کہنا سچ مانو گے اور انصاف سے کام لوگے تو خوش قسمت ہوگے اور تمہارے لئے میری مخالفت کی کوئی سبیل باقی نہ رہے گی اور اگر تم نے میرا عذر قبول نہ کیا اور انصاف سے کام نہ لیا تو پس تم اور تمہارے شریک سب مل کر اپنی ایک بات ٹھہرالو تا کہ تمہاری وہ بات تم میں سے کسی ایک کے اوپر مخفی نہ رہے، تم میرے ساتھ جو کرنا چاہتے ہو کر ڈالو اور مجھے مہلت نہ دو، اللہ میرا مددگار ہے، جس نے کتاب (قرآن) نازل کی اور وہی صالحین کا ولی ہوتا ہے۔ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ معاملے کی جو صورت ہوگئی ہے تم اسے دیکھ رہے ہو، دنیا نے رنگ بدل دیا، منہ پھیر لیا۔ نیکی سے خالی ہوگئی ذرا سی تلچھٹ باقی ہے حقیر سی زندگی رہ گئی ہے، ہولناکی نے احاطہ کرلیا ہے، افسوس تم نہیں دیکھتے کہ حق پس پشت ڈال دیا

گیا ہے باطل پر اعلانیہ عمل کیا جارہا ہے کوئی نہیں جو اس کا ہاتھ پکڑے، وقت آگیا ہے کہ مومن حق کی راہ میں بقائے الٰہی کی خواہش کرے۔ میں شہادت ہی کی موت چاہتا ہوں، ظالموں کے ساتھ زندہ رہنا بجائے خود ایک جرم ہے، جب امام میدان میں اکیلے رہ گئے، تو تلوار چلاتے ہوئے بھی ارشاد فرمارہے تھے، آج تم لوگ میرے قتل کے لئے جمع ہوئے ہو، خدا کی قسم میرے بعد کسی ایسے شخص کو قتل نہیں کرو گے جس کا قتل میرے قتل سے زیادہ خدا کی ناراضی کا موجب ہوگا، خدا تم کو ذلیل کر کے مجھے اعزاز بخشے گا اور تم سے اس طرح بدلہ لے گا۔

کہ تمہیں خبر تک نہ ہوگی۔ خدا کی قسم اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو خدا تم پر سخت عذاب نازل کرے گا۔

یہ تو خطیب کربلا کے خطبات مبارکہ کا ایک حسینی عکس تھا اگر حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ذات گرامی کی گراں قدر عالی خدمات کا احاطہ کیا جائے تو ان کی عظمت اور بزرگی مزید اجاگر ہوتی ہے کیونکہ بنت زہرا وعلی خاتون کربلا حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ محسنہ اسلام ہیں جنہوں نے میدان کربلا میں حضرت امام عالی مقام سیدنا حسین علیہ السلام کے حوصلے بڑھائے اور سانحہ کربلا کے بعد خاندان نبوت کی سرپرستی فرمائی شجاعت وبہادری تو انہیں ورثے میں ملی تھی اور یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ تاریخ انسانی میں ان جیسی شجاع اور بہادر خاتون پیدا ہی نہیں ہوئی ان کے علم وفضل، زہد تقوی، جرأت وحق گوئی اور فصاحت وبلاغت کے ساتھ ساتھ شان خطابت کا اعتراف اپنوں اور بیگانوں سبھی نے کیا کیوں نہ ہو وہ رسول رحمت صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نواسی، امام زمن شاہ خیر شکن، مرحب فگن، شیر خدا، خیبر کشا، سیدنا امیر المومنین علی المرتضیٰ کی لخت جگر، سیدۃ النساء العالمین خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہرا کی نور نظر سید الشہداء شہید کرب وبلا امام حسین علی جدہ وعلیہ السلام کی بہن اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی پھر ان تمام عالی نسبتوں کا یہ اثر تھا کہ انہوں نے دین نبی ﷺ کی سربلندی اور بالادستی کے لئے سب سے پہلے اپنے دو صاحبزادے عون ومحمد (رضوان اللہ علیہم اجمعین) قربان کئے۔ اور اس جذبہ ایثار کی سب سے بڑی وجہ بھی یہی تھی کہ انہوں نے جس پرنور ماحول میں پرورش پائی وہ ماحول فہم وفراست، علم ومعرفت بصیرت وصداقت، صبر وتحمل اور ایثار قربانی کی عالی اقدار سے مستنیر تھا روز عاشور، کربلا کے تپتے ریگزار میں دوپہر کے وقت جب حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے اور عابد بیمار کو امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے میدان کربلا میں جہاد کی اجازت مرحمت نہ فرمائی بلکہ خود تیاری کرنے لگے تو سیدہ زینب نے خیمے میں موجود وہ نورانی لباس نکالا جو شب معراج حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیب تن فرمایا تھا سید الشہداء نے سید العالمین ﷺ کا عمامہ اپنے سر مقدس پر سجایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبا پہنی سیدہ خاتون جنت بنت رسول اللہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ کے مبارک ہاتھوں کا سلا ہوا رومال لیا اور پھر سیدہ زینب نے اپنے عظیم بھائی حسین رضی اللہ عنہ کا سر چوم کر رخصت کیا بھائی کی جرات وشجاعت کی تعریف کی اور فرمایا ...... ''......آج تو شہادت ہی میں نام ہے......'' پھر زار قطار رونا شروع کر دیا۔ امام عالی مقام نے دیکھا تو فرمایا کہ ''بہن صبر کرو...... ذرا سوچو! سیدۃ النساء

العالمین فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہ نے امت کے لئے کیسی کیسی سختیاں برداشت کیں'' پھر امام عالی مقام اپنی بیوی حضرت شہر بانوں کے پاس گئے انہیں تسلی دی کہ ''ذرا دیکھو، زینت کو دیکھو، وہ چاروں طرف سے پریشانیوں میں گھری ہوئی ہیں لیکن ان کا حوصلہ کتنا بلند ہے اماں بھی نہیں حضرت علی بھی شہید ہو چکے دونوں بیٹے بھی راہ خدا میں کام آ گئے عباس کی شہادت کا صدمہ بھی برداشت کیا اور اب مجھے کس صبر اور حوصلے سے رخصت کر رہی ہیں'' جب امام عالی مقام رضی اللہ عنہ میدان کارزار میں انتہائی بے دردی سے شہید کر دیئے گئے تو سیدہ نے خیمے سے باہر آ کر فرمایا...... ''......اے دشمنو! یہ تو بتاؤ بھلا تم کیا جواب دو گے؟ اس ہادی برحق کو جب وہ (خدا کا رسول) تم سے سوال کرے گا کہ تم نے (جو آخری امت ہو) میرے اہل بیت کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ تم نے میری اولاد پر کیوں کر ظلم ڈھائے؟ کہ ان میں کچھ تو قیدی ہیں اور کچھ کی قبائیں خون سے لالہ زار ہیں یہ خون شہادت سے رنگین قبائیں تم سے سوال کرتی ہیں کہ کیا یہی میرے دعوت وتبلیغ اور درس محبت واخوت کی جزا ہے؟ یہ تو بہت برا بدلہ ہے جو تم نے میری محبت کا مجھے دیا تو تم نے میرے ہی دل کے ٹکڑے کر دیئے اور میرا (اپنے رسول محترم کا) جگر چھلنی کر دیا...... اُف ...... تم نے میرے ساتھ ہی بے وفائی کی نہ اپنے دین کی حرمت رکھی اور نہ ہی امت کی آبرو......''......

اس کے بعد اپنے مختصر قافلے کے ہمراہ جب سیدہ کوفہ کے بازار سے گزر رہی تھیں اور آپ کے ہمراہ اس وقت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت شہر بانو، اپنی چھوٹی بہن حضرت ام کلثوم، حضرت امام حسین کی بیٹی اور حضرت قاسم

رضی اللہ عنہ کی بیوی کبریٰ، حضرت امام عالی مقام کی چھوٹی بیٹی حضرت سکینہ، امام حسن مجتبیٰ کی بیوہ اور حضرت قاسم کی والدہ ماجدہ حضرت ام فردہ رضی اللہ عنہ، حضرت عباس کی بیوی حضرت ذکیہ رضی اللہ عنہا، حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی کنیز فضہ اور حضرت شہر بانو کی کنیز شیرین بھی تھیں حضرت امام زین العابدینؑ شدید بیمار تھے جب اہل کوفہ نے شور وغوغا کیا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ایک تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا اس خطبے کے مندرجات کے مطالعہ میں الفاظ کے انتخاب، جذبات کی ترجمانی، حق کے اظہار کی قوت، تعلیمات قرآنیہ سے اکتساب اور عام فہم مثالوں پر خوب غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے یہ خطبہ مبارکہ خواتین کے لئے ایک روشن چراغ ہے وہ انہیں ارشادات کی روشنی میں کامیاب زندگی کی راہیں متعین کرسکتی ہیں سیدہ کا خطبہ یہ تھا...... ''......ساری تعریف اور ساری حمد وثناء اسی رب العالمین کو زیبا ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور درود وسلام ہو خاتم الانبیاء والمرسلین پر! اے کوفہ والو! کیا تم رو رہے ہو؟ خدا کرے تمہارے آنسو کبھی خشک نہ ہوں۔ نہ تمہاری نالہ وشیون کی صدائیں خاموش ہوں تمہاری مثال تو قرآن کی روشنی میں اس بڑھیا کی سی ہے جس نے اپنا محنت سے کاتا ہوا سوت خود تار تار کر دیا تم وعدہ خلافی کے مجرم ہو، تم نے اپنے رسول ﷺ سے بے وفائی، کی تم نے اسلام کی بے حرمتی کی اور خدا کا خوف نہ کیا خبردار رہو کہ تم نے قیامت کے لئے بڑا بوجھ اٹھالیا ہے۔ ہاں! خدا کی قسم تم کو ضرور رونا چاہئے خوب آنسو بہانا چاہئے اور کم سے کم ہنسنا چاہئے تم نے اپنے دامن کو جس پاک خون سے رنگین کیا ہے اس کو تم ان اشکوں سے نہیں دھو سکتے تم نے آخرت تک کی رسوائی خرید لی ہے تم

اپنے دامن سے سبط پیغمبر کا خون کیسے دھوسکو گے؟ تم نے آبروئے رسالت لوٹ لی۔ تم نے اپنے ہی سردار کا سر کاٹ لیا وہ تو تمہارے کلمہ کی بنیاد تھا تمہارے ایمان کا جزو تھا جس کو تم نے خاک وخون میں تڑپایا اور جس کا سر نیزے پر چڑھایا اور تمہیں خدا کا خوف نہ آیا اور نہ رسول سے حجاب...... وہ تو جوانان جنت کا سردار ہے تمہیں خدا سمجھے کوفہ والو! تمہارے نفس نے تمہیں بڑا فریب دیا اور تم نے خدا کے غضب کو للکارا ہے تمہیں اس کے عذاب سے کون بچائے گا کیا تم نہیں جانتے ہو کہ تم نے کس کے جگر کے ٹکڑے کئے؟ کسی کا خون بہایا ہے کسی کی عزت پر ہاتھ ڈالا ہے؟ تم نے بہت بڑی جسارت کی ہے اور وہ جرم کیا ہے کہ اگر آسمان ٹوٹ پڑے زمین پھٹ جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجائیں تو کوئی تعجب کی بات نہ ہوگی......''......

بچ جاؤ گے کہاں؟ قہر خدا ، راہ میں ہے
فیصلہ داور محشر کا کمیں گاہ میں ہے

شدت غم میں اس فصیح وبلیغ خطبے کو سننے والوں میں مشہور عرب نقاد بشیر بن خزیم اسدی بھی تھا اس نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے خطاب کے بعد یہ تاریخی الفاظ کہے کہ...... ''......میں نے کبھی ایک پردہ نشین خاتون کو اس طرح پرزور تقریر کرتے ہوئے نہیں سنا تھا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کی زبان سے آپ کے والد بزرگوار علی ابن ابی طالب بول رہے ہیں آپ کی اس دل بلا دینے والی تقریر کے دوران میرے گرد وپیش تمام سامعین دانتوں میں انگلیاں دبائے رو رہے تھے......''......

اور ہی رنگ تھا اس طرزِ سخن میں گویا
تھی زبان باپ کی بیٹی کے دہن میں گویا

اسی طرح جب اسیران کربلا کا مختصر قافلہ یزیدی لشکر کے ساتھ کوفہ روانگی کے وقت ۱۲ محرم ۶۱ ہجری کو میدان کربلا میں بے گور وکفن تشریف فرما لاشوں سے گزرا تو اس وقت خاتون کربلا سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے تاریخی خطبہ دیا جس میں آپ نے فرمایا کہ ”......اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آئیے! دیکھیے آپ کے حسین کا خون آلود لاشہ، خون آلود چٹیل میدان میں ہے اس کا جسم ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا ہے آپ کے گھرانے کی بچیاں رسیوں سے جکڑی ہوئی ہیں آپ کی ذریت قتل کر کے ریت پر بچھادی گئی ہے اور اس پر خاک اڑ رہی ہے۔ اے میرے نانا جان! یہ آپ کی اولاد ہے جسے ہانک کر لے جایا جا رہا ہے ذرا حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھئے اس کا سر کاٹ لیا گیا ہے اور اس کا عمامہ اور چادر چھین لی گئی ہے......“

ابن زیاد بدنہاد کے دربار میں سیدہ زینب جو ایک کونے میں کھڑی تھیں آپ نے نہایت جرات مندانہ خطاب فرمایا اور یزیدیوں کی خوب سرزنش فرمائی اس پر ابن زیاد بدنہار بھر گیا اور کہنے لگا کہ ”خدا نے باغی اور سرکش (امام حسین علیہ السلام) کے قتل سے میرے دل کو شفا بخشی۔ سیدہ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ......خدا کی قسم! تو نے میرے ادھیڑ لوگوں کو شہید کیا میرے اہل کو بے پردہ کیا میری شاخوں کو قطع کیا اور میری جڑوں کو اکھیڑ ڈالا اگر یہ باتیں تیرے لئے شفا ہیں تو بے شک شفا ہیں......ابن زیاد نے سن کر کہا کہ...... یہ عورت بہت فصیح و بلیغ ہے اس کا باپ بھی شاعر تھا اس لئے اسے بھی شاعری اور فصاحت و بلاغت میں کمال حاصل ہے جو میرے لئے حیرت اور

تعجب کا سبب نہیں......سیدہ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ......” یہ شاعری ہے اور نہ ہی خطابت، بلکہ صداقت ہے......“......ان واقعات و خطبات کو ابن اثیر وغیرہ کے علاوہ امام عالی مقام کے مختلف سوانح نگاروں نے نقل کیا ہے اسی طرح یزید کے دربار میں حضرت سیدہ نے نہایت جرات مندانہ خطبہ ارشاد فرمایا کہ......”......شرم کر یزید! تجھے غیرت نہیں آتی کہ تیری بیویاں اور لونڈیاں تو پردے میں رہیں اور شافع محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آبرو (حرم رسالت) پر تیرے درباریوں کی نگاہیں پڑتی رہیں تو اس گھمنڈ میں نہ رہنا کہ تجھے فتح اور ہمیں شکست ہوئی فتح تو حق کا مقدر اور شکست باطل کی قسمت ہے کیا تو نے سوچا؟ کہ تو روز حشر محمد ﷺ اور محمد ﷺ کے خدا کو کیا منہ دکھائے گا؟ اس وقت جب ظالموں کو ان کے ظلم کا بدلہ انصاف کے ساتھ دیا جائے گا اے یزید سن! تمام تعریفیں اللہ کے لئے اور درود و سلام ہو میرے نانا جان ﷺ اور ان کی اولاد پر جو انسانیت کی ہدایت کے لئے آخری نبی بن کر تشریف لائے...... یہ خطاب سن کر یزید کوئی جواب نہ دے سکا جب اسی سفر میں کچھ خواتین نے اسیران کربلا کے بچوں کو چند کھجوریں دینا چاہیں تو سیدہ نے فیصلہ کن انداز میں فرمایا کہ ”......میرے بچو! یہ نہ کھانا صدقہ آل محمد ﷺ پر حرام ہے......“......سچ ہے کہ صبح قیامت تک ہماری تاریخ میں حضرت زینب کی جرات و شجاعت اور صبر و حوصلہ کی مثال قائم رہے گی خدا ان کے درجات مزید بلند فرمائے۔

المختصر یہ کہ خاندان نبوت کے ہر پھول کی خوشبو جدا اور اس کا مرتبہ و مقام جدا ہے گویا امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ ۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

......''ذکر حسین'' میرا بہت پسندیدہ مقالہ ہے جو میں نے درحقیقت اپنے مختلف چار مضامین مرتب کر کے ترتیب دیا تھا۔الحمد اللہ یہ ریکارڈ مقبول ہوا اس پر مختلف مکتبہ ہائے فکر کے مقتدر اور جید علما کے تاثرات بھی میرے لئے اعزاز کا باعث ہیں اور سند کا درجہ رکھتے ہیں۔قبل ازاں میرے دیرینہ کرم فرما دوست محترم الحاج ملک خان محمد حفظہ اللہ تعالیٰ نے متعدد بار شائع کر کے اس کتابچے کو مفت تقسیم کیا اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر سے نوازے اور سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے طفیل ان کی مشکلات کو آسانیوں میں بدلے۔اب کی بار حضرت سلطان باہو ٹرسٹ نے اس کی اشاعت کا اہتمام کرایا ہے۔حق تعالیٰ شانہ قبولیت عامہ عطا فرمائے آمین۔

غبار راہِ حجاز

محمد محبوب الرسول قادری

(ڈائریکٹر انفارمیشن)

حضرت سلطان باہو ٹرسٹ

0300-9429027

یکم محرم الحرام 1427ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولادت سیدنا امام حسین علیہ السلام

اللہ کے پیارے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مکہ مکرمہ سے مدنیہ منورہ ہجرت فرمائی تو ہجرت کے چوتھے سال ماہ شعبان المعظم کی ۵ تاریخ کو مولا مشکل کشا، باب مدینۃ العلم، امیر المومنین، حیدر کرار، سیدنا علی المرتضیٰ، شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے شانہ اقدس میں ایک فرزند دلبند نے ظہور فرمایا۔

اسمِ گرامی

رحمت عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی گئی......سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، خاتون قیامت سیدہ زہرا سلام اللہ علیہا کے گھر جلوہ افروز ہوئے، نومولود کو اپنے مقدس ہاتھوں میں لیا۔نبی ﷺ نے نومولود کو اور نومولود نے مصطفیٰ جان رحمت کو دیکھا اور فرمایا......اولاد کا پہلا حق والدین پر یہ ہے کہ اس کا نام اچھا رکھیں! علی رضی اللہ عنہ! تم نے شہزادے کا نام کیا رکھا ہے؟ عرض کی۔یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ہی تجویز فرمادیں......حضور ﷺ نے توقف فرمایا......جبرائیل امین آئے......خدا کا سلام لائے ایک ریشمی پارچہ پیش خدمت کیا، جس پر میرے مولا کا اسم گرامی ''حسین'' منقش تھا۔

تہنیت اور تعزیت

جبرائیل امین نے مبارک باد پیش کی اور ساتھ ہی تعزیتی پیغام بھی سنایا، خوشی اور غم کے جذبات جوبن پر تھے اور تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے لخت جگر اور

نور نظر میرے مولا حسین ؓ کے گلوئے مبارک کے بوسے لے رہے تھے۔ جبرائیل نے عرض کیا...... اے ہادئ دو جہاں ﷺ! اسی بوسہ گاہ پر خنجر چلے گا اور یہ گل گلشن رسالت راہ خدا میں شہادت پائے گا۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے اور حسین ؓ کے چہرے کو تکتے ہوئے بارگاہ ایزدی میں دعا فرمائی۔

اللھم اعط الحسین صبراً واجراً۔ اے اللہ! میرے حسین ؓ کو صبر اور اجر عطا فرما...... مرشد کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہزادے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں گوش مبارک میں اقامت کہی...... حسین کا نام شبیر بھی پسند فرمایا۔ کنیت ابو عبداللہ اور لقب سبط رسول ہے۔ اپنے برادر بزرگ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے تقریباً گیارہ ماہ چھوٹے ہیں۔ ولادت سے ساتویں روز حضور ﷺ نے عقیقہ میں دنبہ ذبح فرمایا۔ حسین ؓ کا سر منڈوایا اور بالوں کے وزن میں چاندی صدقہ فرمائی۔

حضرت امام حسن ؓ سر انور سے سینہ مبارک تک اور حضرت امام حسین ؓ سینہ اطہر سے پائے مقدس تک حضور سرور سروراں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم شکل اور مشابہ تھے، یہی وجہ تھی کہ جب صحابہ کرام کی آنکھیں دیدار مصطفیٰ ﷺ کو ترستی تھیں تو وہ دونوں شہزادوں (حسنین کریمین) کو سامنے بٹھا کر دولت دیدار سے فیض یاب ہوتے۔ امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے خوب فرمایا۔

معدوم نہ تھا سایہ شاہ ثقلین
اس نور کی جلوہ گاہ تھی ذات حسنین
تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کئے
آدھے سے حسن بنے آدھے سے حسین

ذات رسول ﷺ اور محبت حسین علیہ السلام

حضور رحمت عالم ﷺ کو دونوں شہزادوں سے بے حد محبت تھی...... اور امام حسین ؓ سے بے حد انس والفت تھی...... ایک مرتبہ آپ کے ایک زانو مبارک پر آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ، اور دوسرے زانو مبارک پر حضرت امام حسین ؓ تشریف رکھتے تھے کہ جبرائیل امین علیہ السلام آئے اور عرض کیا۔ اے خدا کے حبیب ﷺ! دونوں شہزادوں میں سے ایک کا انتخاب فرما لیجئے...... رب کریم ان دونوں کو بیک وقت آپ کے پاس اکٹھا نہیں رکھے گا...... حضور ﷺ نے امام حسین کا انتخاب فرمایا اور ارشاد ہوا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور میری بیٹی کا بیٹا ہے...... آپ جب امام حسین ؓ کو دیکھتے تو فرماتے...... میں نے اپنے بیٹے ابراہیم ؓ کو اس پر قربان کیا۔ یہ میرا نور نظر اور لخت جگر ہے...... حضور رحمت عالم ﷺ ہر روز حضرت امام حسین ؓ کو دیکھتے...... سینے سے لگاتے...... پیار فرماتے...... چومتے...... سونگھتے...... گود میں بٹھاتے...... اور...... فرماتے...... یہ میرے پھول ہیں۔ سرکار دو جہاں ﷺ دونوں شہزادوں کے لئے منبر شریف سے اتر آتے...... نماز کے دوران سجدے لمبے کر دیتے۔

مولا حسین ؓ اور ارشادات نبوی ﷺ

رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ...... حسین، مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں...... اے اللہ! جو حسین ؓ سے محبت رکھے تو اس سے محبت فرما...... حسین ؓ جنتی نوجوانوں کا سردار اور میرا فرزند ہے...... حسین ؓ سے محبت مجھ سے محبت کے

مترادف ہے اور حسین ؓ سے عداوت مجھ سے عداوت کے مترادف ہے......

حسن ؓ اور حسین ؓ میرے دو پھول ہیں...... حضرت ابو ہریرہ ؓ راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنے دونوں کندھوں پر دو شہزادوں (حسن ؓ اور حسین ؓ) کو بٹھایا، انہیں چومتے، سونگھتے اور فرماتے...... جس نے انہیں محبوب رکھا، اس نے مجھے محبوب رکھا۔ جس نے انہیں دشمن رکھا، اس نے مجھے دشمن رکھا...... حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ...... جسے مجھ سے محبت ہے اس کو چاہئے کہ وہ ان دونوں سے محبت رکھے...... حضور ﷺ خاتون قیامت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ...... حسن ؓ کے لئے میری ہیبت اور سیادت ہے اور حسین کے لئے میری جرات اور سخاوت ہے......

حسین ؓ ابن علی ؓ کی شان رفعت کوئی کیا جانے
حسن ؓ جانے، علی ؓ جانے، نبی ﷺ جانے، خدا جانے

حسین ؓ کا رونا مجھے گوارا نہیں

بچپن کے زمانے میں ایک مرتبہ حضرت امام حسین ؓ گھر میں رو رہے تھے۔ حضور رسول خدا ﷺ گلی سے گزرے حسین کے رونے کی آواز سنی...... سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہ کے گھر گئے اور فرمایا کہ...... حسین ؓ کو نہ رلایا کرو۔ اس کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے......

محبّ حسین ؓ نگاہ رسول ﷺ میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رحمت عالم ﷺ بچوں کے

قریب سے گزرے جو کسی گلی میں کھیل رہے تھے، آپ ﷺ نے ایک بچے کو بلایا...... اسے پیار کیا...... اس کی خیریت دریافت فرمائی اور دعا و توجہ سے سرفراز فرمایا...... صحابہ ؓ نے اس انفرادی شفقت کا سبب پوچھا تو زبان حق ترجمان سے ارشاد ہوا...... ایک مرتبہ میں نے اس بچے کو دیکھا کہ یہ میرے نور نظر حسین ؓ کی خاک پا کو اپنی آنکھوں سے لگا رہا تھا۔ اس لئے مجھے اس بچے سے محبت ہوگئی (کہ محبّ حسین ؓ ہے) میں اس کی اور اس کے والدین کی شفاعت کروں گا...... سبحان اللہ مولا حسین ؓ! تیری عظمتوں پر قربان کہ تیرے محبت رکھنے والوں کی شفاعت تو کجا ان کے قرابت دار بھی شفاعت رسول ﷺ کے مستحق ٹھہرے......

اہل بیت اطہار کے متعلق مطلقاً حکم دیا کہ...... جو میرے اہل بیت کی محبت میں مرگیا پس وہ شہید ہوا اور جو میرے اہل بیت کے بغض میں مرا گویا اس نے کفر کی موت پائی اور ہلاک ہوا۔ کسی نے کیا خوب کہا۔

بے حب اہل بیت عبادت حرام ہے
زاہد تیری نماز کو میرا سلام ہے

اور چراغ گولڑہ حضرت پیر سید نصیر الدین نصیر نے تو کمال کر دیا۔ فرماتے ہیں۔

حب شبیر نہیں ہے تو عبادت ہے حرام
نہ نمازیں، نہ وظیفے، نہ رکوع اور نہ قیام
روزہ و حج، زکوٰۃ و تسابیح و احرام
نہیں مقبول یہ اللہ کو بے حب امام
خواہ میری یہ فراست ہے یا نادانی ہے
حُبِ اولادِ علی شرطِ مسلمانی ہے

قرآن حکیم نے واضح طور پر ارشاد فرمایا کہ اے محبوب پاک ﷺ، آپ ارشاد فرمادو! کہ میں اجر رسالت کے طور پر تم سے کوئی شے طلب نہیں کرتا، مگر اپنے قرابت داروں کی محبت ومودت۔

قل لا اسئلکم علیه اجراً الا المودة فی القربیٰ

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اسلام کی طرف سبقت کرنے والے ہی سابق ہیں یہی مقرب ہیں، مراد اہل بیت اطہار ہیں۔ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) گویا اہل بیت اطہار کی محبت از روئے قرآن واجب ہوئی۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے روایت فرمائی کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں...... ہمارے اہل بیت کے ساتھ جو شخص بغض رکھے گا خدا تعالیٰ اس کو جہنم میں داخل فرمائے گا...... نیز فرمایا...... کہ جس شخص نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا اور مجھے میری عترت پاک کے بارے میں اذیت دی اس پر جنت حرام کر دی گئی حضرت امام احمد مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ...... جو شخص اہل بیت سے بغض رکھے وہ منافق ہے۔

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان فرمایا کہ...... "یوم قیامت، تمام قرابتی اور نسبی رشتے کٹ جائیں گے سوائے میرے قرابتی اور نسبی رشتوں کے......" ......(صواعق محرقہ) پھر اپنے نسب شریف سے متعلق مزید وضاحت یوں فرمائی۔

......میں قیامت میں چاروں بندوں کی شفاعت کروں گا۔ اگر وہ تمام زمین والوں کے گناہ لئے بھی آئیں۔

۱۔ میری اولاد کی عزت کرنے والا۔

۲۔ ان کی ضروریات پوری کرنے والا۔

۳۔ ان کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرنے والا۔

۴۔ دل اور زبان سے ان سے محبت کرنے والا۔

(صواعق محرقہ)

شفاء شریف میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ...... آل رسول کی پہچان "دوزخ سے نجات"...... آل رسول کی محبت "پل صراط کا ٹکٹ"...... اور...... آل رسول ﷺ کی دوستی "عذاب سے بچاؤ" ہے...... حضرت بیدم وارثی نے کہا تھا۔

بیدم یہی تو پانچ ہیں مقصود کائنات
خیر النساءؑ حسینؑ و حسنؑ مصطفیٰؐ علیؑ

کسی نے بڑے پتے کی بات کہی ہے کہ۔

کون خدا والے ہیں قرآن میں ڈھونڈو
حق جن کی محبت کا صلہ مانگ رہا ہے

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور عترت رسول ﷺ

شاید بات دور نکل گئی...... محبت حسین علیہ السلام کی بات ہو رہی تھی...... صحابہ کرام نے امام عالی مقام سیدنا حسین علیہ السلام سے کس انداز میں محبت کی، اور ہمیں کیا درس دیا؟

آیئے! دیکھیں امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مرید رسول ﷺ بھی ہیں اور مراد رسول ﷺ بھی، جنہیں حضور ﷺ نے اپنا وزیر کہا......

اسلامی تاریخ کا وہ عظیم فرمانروا کہ جس نے ۲۵ لاکھ مربع میل پر اسلامی سلطنت کو پھیلا دیا۔ جس کے زمانے میں سعودی عرب کے علاوہ مصر، لیبیا، شام، اردن، عراق، لبنان، افغانستان، سلطنت عمان، متحدہ عرب امارات، قطر، بحرین، روسی آذربائی جان، کویت، سوڈان کا شمالی حصہ اور خود ہمارے پاک وطن پاکستان کے صوبہ بلوچستان تک اسلامی حکومت قائم ہوگئی تھی، جس کے نام سے قیصر و کسریٰ کے تاجدار کانپ اٹھتے تھے۔ اس فاروق اعظم ؓ کو جب ان کے اپنے صاحبزادے نے کہا کہ حسین ؓ مجھے فرماتے ہیں کہ تم ہمارے غلام کے بیٹے ہو تو عمر بن خطاب فرط محبت سے جھوم اٹھے اور امام حسین ؓ سے عرض کہلوا بھیجی کہ حضور، کرم فرماؤ۔ یہی بات لکھ کر دو۔

کوثر ہے اب تو ایک ہی اعزاز کی ہوس
کہہ دیں وہ حشر میں "یہ ہمارا غلام ہے"

(مولانا کوثر نیازی مرحوم)

جب امام عالی مقام سیدنا امام حسین علیہ السلام نے لکھ کر دیا۔ "کہ تم ہمارے غلام عمر بن خطاب کے بیٹے ہو۔" تو فاروق اعظم ؓ نے اس کاغذ کو سنبھال کر رکھ لیا اور وصیت فرمائی کہ میرے کفن کے ساتھ رکھ دینا تا کہ نکیرین سے کہہ سکوں کہ میں تو حسین کا غلام ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ عہد فاروق اعظم ؓ میں جب شہر مدینہ فتح ہوا اور مال غنیمت آیا تو مال غنیمت مسجد نبوی شریف کے فرش پر پھیلا دیا گیا۔ سبط رسول امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ، تشریف لائے اور فرمایا۔ (اے امیر المومنین) ہمارا حق جو اللہ نے مقرر کیا ہے ہمیں عطا کیجئے۔ آپ نے فرمایا...... یا صاحب برکتہ والکرامتہ ......اور ایک ہزار درہم نذر کر دیئے۔ آپ کے جانے کے بعد راکب دوش رسول امام حسین ؓ شہید کربلا جلوہ فرما ہوئے۔ انہیں بھی امیر المومنین نے ایک ہزار درہم پیش کر دیئے۔ اب امیر المومنین کے صاحبزادے حضرت عبداللہ ؓ آئے آپ نے ان کو پانچ سو درہم دیئے...... یہ معاملہ دیکھ کر حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے عرض کی۔ اے امیر المومنین! میں حضور سید عالم ﷺ کے عہد مبارک میں جوان تھا اور جہاد میں شریک ہوتا تھا۔ جب کہ اس وقت حسنین کریمین بچے تھے اور مدینہ منورہ کی گلیوں میں کھیلا کرتے تھے۔ آپ نے ان دونوں کو ہزار ہزار درہم عطا فرمائے جبکہ مجھے پانچ سو درہم (حالانکہ میرا حق زیادہ ہے) یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا...... بیٹا! پہلے وہ مقام اور فضیلت تو حاصل کرو۔ جو حسنین کریمین کو حاصل ہے پھر ہزار درہم کا مطالبہ کرنا۔ ان کے باپ علی المرتضیٰ ماں فاطمۃ الزہرا، نانا رسول خدا ﷺ، نانی خدیجۃ الکبریٰ، چچا جعفر طیار، پھوپھی ام ہانی، ماموں ابراہیم بن رسول خدا اور خالہ ام کلثوم اور رقیہ (دختران پیغمبر) ہیں۔

یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عمر ؓ خاموش ہو گئے۔ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پھر یاد آ گئے کیا خوب فرمایا۔

کیا بات ہے رضا اس چمنستانِ کرم کی
زہراء ہے کلی جس میں حسین و حسن پھول

مقام امام حسین علیہ السلام، صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم کی نگاہ میں

امیر المومنین حضرت عمر فاروق ؓ کی اسی تربیت کا اثر تھا کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کعبہ شریف کے سائے میں بیٹھے تھے کہ امام عالی مقام سیدنا حسین علیہ السلام کو آتے دیکھا تو یوں گویا ہوئے...... آج یہ (امام حسینؓ) آسمان والے کے نزدیک، تمام زمین والوں سے زیادہ محبوب ہیں...... جلیل القدر صحابی حضرت ابو ہریرہؓ امام عالی مقام کے نعلین مبارک کی گرد جھاڑ کر اپنی عقیدت کا ثبوت دیتے تھے۔

فردوس چشم، قرۃ عینی و سیدی
یعنی حسین، جانِ نبی، شانِ مرتضیٰ
(فردوس)

پیر نصیر الدین گولڑوی نے سچ ہی تو کہا کہ......

حب نبی ﷺ و آل نبی ﷺ بے گمان نصیر
فضل خدا است ذالک یوتیہ لمن یشاء

سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دیکھا کہ حسین ابن علی رضی اللہ عنہما گھوڑے پر سوار ہو رہے ہیں...... دوڑے...... آگے بڑھے...... اور...... گھوڑے کی رکاب تھام لی تا کہ حسینؓ آسانی کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو جائیں۔ دیکھنے والے نے کہا! اے ابن عباسؓ! آپ علم، عمل اور عمر میں حسین سے

آگے ہو۔ آپ نے فرمایا تجھے کیا خبر؟ یہ میرے آقا و مولا ﷺ کے فرزند عزیز ہیں۔ انہی کے تصدق میں خدا نے مجھے علم و عمل عطا کیا۔ ان کے گھوڑے کی رکاب تھامنا میرے لئے بہت بڑا اعزاز و اکرام ہے...... سبحان اللہ! شہنشاہ تصوف، شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ...... اہل بیت کرام کے ساتھ کسی مخلوق کو برابر نہ جانو کیونکہ تمام روحانی سعادتیں اہل بیت ہی کا حصہ ہیں......

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا...... اہل بیت اطہار ازلی طہارت وتقدس سے مخصوص ہیں۔

حضرت خواجہ معین الہند معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

شاہ است حسین بادشاہ است حسین
دین است حسین دین پناہ است حسین
سرداد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لاالہ است حسین

امام عالی مقام کے معمولات

امام عالی مقام سیدنا حسین علیہ السلام علم و عمل، اخلاق و مروت، علم و حیا، صبر و رضا، زہد و تقویٰ، اور جود و سخا میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے صلہ رحمی، آپ کا شیوہ تھا، مہمان نوازی، غربا پروری، مظلوم کی حمایت و امداد کرنا اور مساکین کو کھانا کھلانا آپ کا معمول تھا۔ آپ نے پیدل چل کر پچیس (۲۵) حج کئے۔ روزے کثرت سے رکھتے تھے اور امور خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ حضرت سید سجاد امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ امام عالی مقام سیدنا امام حسین علیہ السلام دن رات میں

تین ہزار رکعتیں نوافل ادا فرمایا کرتے تھے۔

مولا حسین علیہ السلام کا جود وسخا

ساقی کوثر کے نورِ نظر جود وسخا میں بھی اپنی مثال آپ تھے جو سوالی در دولت پر حاضر ہوتا کبھی خالی واپس نہ جاتا۔ کسی سائل نے حاضر ہو کر دو اشعار لکھ بھیجے اور انتظار کرنے لگا ان اشعار میں اس نے اپنی ضرورت اور پریشانی کا ذکر کیا تھا، اور پھر صبر نہ کر سکا دوبارہ دو اشعار لکھ بھیجے کہ اپنے در دولت سے خالی نہ لوٹائیے...... آپ نے فوراً دس ہزار درہم سائل کو بھجوا دیئے اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ اگر جلدی نہ کرتا تو اس سے زیادہ رقم عطا کی جاتی......

مشہور واقعہ ہے کہ کھانا کھاتے وقت آپ کے کسی غلام نے گرم شوربے کا پیالہ ہاتھ سے چھوڑا جو آپ کے وجود مسعود سے لگا اور پھر گر کر ٹوٹ گیا آپ نے تادیباً غلام کی طرف دیکھا تو غلام نے فوراً یہ آیت تلاوت کی......

والکاظمین الغیظ و العافین عن الناس و اللہ یحب المحسنین

آپ نے فرمایا ''......میں نے اپنا غصہ پی لیا اور تیرا قصور معاف کر دیا اور تجھے اللہ کی راہ میں آزاد کر دیا اور تیرے اخراجات کی ذمہ داری بھی مجھ پر ہے......''

......اللہ اکبر......

ایک مرتبہ ایک سائل آیا۔ سوال کیا اور تنگ دستی کا ذکر کیا۔ امام نے اس وقت اشرفیوں کے پانچ توڑے (جو اسی وقت نذرانہ ہوئے تھے) اس سائل کو عطا فرما دیئے۔

مجھے پھر پیر سید نصیر الدین گولڑوی یاد آ رہے ہیں خوب فرمایا۔

دستِ علی ، حسامِ حسن ، نورِ مشرقین

پروردہ کنار رسولِ ﷺ خدا، حسین

یزید ملعون

یہ وہ بدبخت، بد باطن، بدکردار، بداخلاق، رسوائے زمانہ، ابلیس صفت، ملحد وزندیق، منحوس ودیوث، فاسق وفاجر، گمراہ اور بے دین شخص ہے جس کے ناپاک دل میں اہانت آل رسول ﷺ کا خیال آیا اور اس نے گلشن رسالت کے پھولوں کو میدان کربلا میں مسل ڈالا...... اہل بیت کے بے گناہ قتل و غارت گری کا یزید کے منحوس چہرے پر سیاہ داغ ہے۔ یہ نہایت بدصورت، شرابی، بے ادب، ظالم اور گستاخ تھا۔ اس نے مدینہ طیبہ کی بے حرمتی کروائی۔ مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے، حضور رسالت مآب ﷺ کے منبر پاک کو غلاظت سے آلودہ کیا۔ اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ خانہ کعبہ کی توہین کی......غلاف کعبہ کو جلایا......

ابن عساکر کی ایک روایت میں امام عالی مقام مولا حسین علیہ السلام کے قاتل کا نام صاف طور پر ''یزید'' مذکور ہے اور ساتھ یہ بھی کہ وہ بدبخت دین میں رخنہ اندازی کرے گا، اور اہل بیت اطہار کو مٹانے کے درپے ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یزید پلید نے شریعت اسلامیہ کی کھلم کھلا توہین کی اور اہل بیت کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگا، یزید پلید حمص میں قولنج کے شدید درد میں مبتلا ہوا اور تڑپ تڑپ کر جہنم نگر پہنچ گیا۔ بدقسمتی سے بعض عاقبت نا اندیش لوگوں (خارجیوں اور ناصبیوں) نے آل رسول ﷺ سے اپنے باطنی بغض وعداوت کے سبب تحفظ یزید کی تحریک شروع کر رکھی ہے جو

خارجیوں کی بنیادی ضرورت ہے۔ لیکن صبح قیامت تک وہ اپنے ناپاک ارادے میں کامیاب نہیں ہوسکتے اور میرے مولا حسین کا اسم گرامی اہل ایمان میں ہمیشہ ہمیشہ ایمان کا نور بانٹتا رہے گا جو کہ ہمیشہ کے لئے باقی وسلامت رہے گا...... **ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات** ...... کیونکہ شہید زندہ ہیں......ان کے نام بھی زندہ ہیں اور ان کے کام بھی زندہ ہیں۔

نہ یزید کا وہ ستم رہا نہ زیاد کی وہ رہی جفا
جو رہا تو نام حسین کا جسے زندہ رکھتی ہے کربلا

امام حسین علیہ السلام سے یزید کا مطالبہ بیعت

حضرت معاویہ ؓ کی وفات کے بعد اس کور باطن (یزید) نے حکومت کے نشے میں بدمست ہو کر امام عالی مقام سیدنا حسین علیہ السلام کو بیعت کے لئے مجبور کیا مگر امام عرش مقام اس سفاک ظالم درندے کی کب بیعت کرنے والے تھے؟ آپ نے بیعت سے انکار کیا۔

ادھر حضرت معاویہ ؓ کے زمانے سے ہی اہل کوفہ آپ کو خطوط لکھ لکھ کر بلا رہے تھے کہ آپ ہی امداد فرمائیں اور مدینہ سے کوفہ تشریف لاکر سکونت اختیار فرمائیں۔ ہماری دینی راہبری کا کوئی بندوبست نہیں۔ اب کوفیوں لعینوں نے خطوط لکھنے کی تحریک کو مزید تیز کر دیا۔ امیر مدینہ ولید بن عقبہ نے یزید کی طرف سے آپ سے بیعت لینا چاہی۔ امام نے فرمایا......ہم جیسوں کی بیعت پوشیدہ نہیں ہو سکتی ہم تو خلقت کے سامنے بیعت کریں گے۔

مدینہ منورہ سے امام حسین ؑ کی ہجرت

اس کے بعد آپ ؑ نے مدینہ منورہ سے رات کے اندھیرے میں مکہ مکرمہ کی جانب ہجرت فرمائی۔ اب وہ وقت بھی یاد آ رہا تھا کہ کبھی تاجدار عرب وعجم ﷺ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی اور آج مدینہ منورہ سے نواسہء رسول ﷺ مکہ مکرمہ کی جانب ہجرت فرما رہے تھے۔ یہ ۴ شعبان ۶۰ ھ کا واقعہ ہے۔ ادھر کوفیوں کے ڈیڑھ سو سے زیادہ خطوط آپ کو موصول ہوئے تو آپ نے اپنے چچازاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل کو اپنا نائب بنا کر کوفہ بھیجا۔ ان بدبختوں نے امام مسلم بن عقیل ؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر منحرف ہوگئے۔ ابن زیاد بدنہاد کے دام فریب میں پھنس گئے اور بعض خوف وہراس کھا گئے...... اور...... حضرت مسلم بن عقیل کو ان کے دو صاحبزادوں سمیت نہایت سنگدلی سے شہید کر دیا......**انا للہ وانا الیہ راجعون.**

مکہ مکرمہ سے امام کی ہجرت کوفہ

ادھر مسلم بن عقیل ؓ کا خط امام عرش مقام ؑ کو مکہ مکرمہ میں ملا تو سید الشھدا امام عالی مقام ؑ نے مکہ مکرمہ سے کوفہ ہجرت کا پختہ ارادہ فرما لیا۔ جلیل القدر صحابہ کرام کی کثیر جماعت نے آپ کو اس ارادے سے باز رہنے کے لئے عرض کیا مگر مشیت ایزدی غالب رہی۔ صرف اتنا ارشاد فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے خواب میں ایک حکم دیا ہے میں اس کی ہر حال میں تعمیل کروں گا۔ سر کٹ جائے یا رہ جائے مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں پوچھا گیا وہ خواب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جب تک زندہ ہوں کسی کو ہرگز نہیں بتاؤں گا اور آپ نے کوفہ کے لئے سفر شروع فرما دیا۔ مقام صفاح

پر مشہور محب اہل بیت شاعر فرزدق سے ملاقات ہوئی جو کوفہ سے آ رہا تھا۔ اس نے بتایا کہ..... ''اہل کوفہ کے دل آپ کے ساتھ ہیں، مگر ان کی تلواریں ظالم حکومت کی ہمدرد ہوگئی ہیں'' ...... یہ سن کر امام نے ارشاد فرمایا..... تم سچ کہتے ہو مگر جو خدا کو منظور ہے وہ ہو کر رہے گا اور ہم ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کریں گے......

کربلا میں امام کی جلوہ گری

مکہ مکرمہ سے کوفہ کے لئے روانہ ہوئے۔ مختلف منزلیں طے کیں اور پھر میدان کربلا میں خیمہ زن ہوئے۔

سب سامنے تھی خواب کی تعبیر آگئی
ہے کربلا تو منزل شبیرؓ آگئی

یہ ۲ محرم الحرام ۶۱ھ کا دن تھا۔ حر بن یزید ریاحی نے ابن زیاد کو امام کی آمد کی خبر دی تو اس لعین نے تحریری خط بھیجا جس میں لکھا..... '' مجھے یزید نے لکھا ہے کہ میں ہرگز سونے کے لئے آنکھ بند نہ کروں اور کھانے سے اپنا پیٹ نہ بھروں اس وقت تک کہ جب آپ سے یزید کی بیعت قبول نہ کروا لوں یا قتل کر دوں لہٰذا آپ یزید کی بیعت قبول کر لیں اور کوئی گزند کا خوف نہ کریں.....'' ..... حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے یہ خط پڑھا اور پھر اسے زمین پر پھینک دیا۔ اس بات کا علم ہونے پر ابن زیاد بدنہاد سخت غضبناک ہوا اور اس نے عمر بن سعد کو حاکم بنا کر امام سے جنگ کرنے بھیجا اور اس کے ہمراہ بائیس ہزار سوار اور پیادہ فوجی تھے اور ان میں اکثر ایسے بدبخت بھی تھے جنہوں نے امام عرش مقام علیہ السلام کو خطوط لکھ کر کوفے بلوایا تھا۔ امام عالی مقام کو

جب ان منحوس اور بدنیت کمینوں کی کمینگی کا یقین ہوگیا تو آپ نے اپنے خیموں کے گرد خندق کھدوادی۔ تاکہ خیمہ گاہ پر اشقیاء ہجوم نہ کرسکیں۔ ان کمینہ خصلت ناہنجاروں نے ساقی کوثر و تسنیم ﷺ کے نور نظر پر پانی بھی بند کر دیا۔

وہ جن کی پیاس پر دریا کی موجیں بھی تڑپتی تھیں

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا تاریخ ساز خطاب

اب امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے اتمامِ حجت کے لئے اپنے خطاب میں ارشاد فرمایا..... ''لوگو! معاملہ کی جو صورت ہوگئی ہے تم اسے دیکھ رہے ہو۔ دنیا نے اپنا رنگ بدل دیا، منہ پھیر لیا۔ نیکی سے خالی ہوگئی، ذرا سی تلچھٹ باقی ہے۔ حقیر سی زندگی رہ گئی ہے، ہولناکی نے احاطہ کر لیا ہے۔ افسوس تم دیکھتے نہیں کہ حق پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ باطل پر اعلانیہ عمل کیا جا رہا ہے۔ کوئی نہیں جو اس کا ہاتھ پکڑے۔ وقت آگیا ہے کہ مومن حق کی راہ میں بقائے الٰہی کی خواہش کرے۔ ''میں شہادت ہی کی موت چاہتا ہوں۔ ظالموں کے ساتھ رہنا بجائے خود ایک جرم ہے'' پھر ارشاد فرمایا...... ''اے لوگو! اگر تم تقویٰ پر ہو اور حق دار کا حق پہچانو تو خدا کی خوشنودی کا موجب ہوگا۔ ہم اہل بیت ان مدعیوں سے زیادہ حکومت کے حق دار ہیں۔ ان لوگوں کا کوئی حق نہیں یہ تم پر ظلم و جور سے حکومت کر رہے ہیں اگر تم ہمیں ناپسند کرو۔ ہمارا حق یہ پہچانو اور اب تمہاری رائے اس کے خلاف ہوگئی ہو جو تم نے مجھے خطوں میں لکھی اور قاصدوں کی زبانی پہنچائی تو میں واپس جانے کے لئے بخوشی تیار ہوں...... مزید فرمایا...... فرات کا پانی جو چرند پرند و کافر و مشرک سب کے لئے تم نے روا رکھا ہے اسی کو تم نے اہل بیت

رسول اللہ ﷺ پر بند کر دیا ہے۔ کس منہ سے تم کل حضور رسول خدا ﷺ کی شفاعت کے طلب گار ہو سکو گے۔"

ان مقدس اثر انگیز خطابات کا ان یزیدی لعینوں پر کچھ اثر نہ ہوا۔ ان کی شقاوت قلبی حد سے تجاوز کر چکی تھی اور جہنم ان کا مقدر بن چکا تھا۔

جب میدان کارزار تپ گیا

۹ محرم ۶۱ھ کے پچھلے پہر جہنمی لشکر نے نوجوانان جنت کے سردار کے مقابلے میں حرکت شروع کی۔ ادھر امام اپنے خیمہ گاہ میں محو استراحت ہو گئے اور امام الانبیاء کی زیارت سے اس حال میں مشرف ہوئے کہ حضور ﷺ اپنے لخت جگر اور نور نظر کے سینہء اقدس پر اپنا دست رحمت رکھے ہوئے ارشاد فرما رہے ہیں......

اللھم اعط الحسین صبراً واجراً — الٰہی! میرے حسین کو صبر اور اجر عطا فرما

اور ساتھ ہی فرمایا...... بیٹا حسین! عنقریب ہم سے ملنے والے ہو۔ اگلے روز کے جمعۃ المبارک کا خیال آیا، امام نے وصیت کرنے کی غرض سے ایک رات کی مہلت لی۔

ادھر رات ہوئی۔ امام نے اپنے ۷۲ جانثاروں سمیت اہل بیت اطہار سے خطاب فرمایا کہ...... یزیدی ٹولہ میری جان کے درپے ہے اور صبح مجھے ان سے جنگ کرنا ہے، میں تم سب کو بخوشی اجازت دیتا ہوں کہ جہاں چاہو، چلے جاؤ اور میرے اہل بیت میں سے ایک ایک کو ساتھ لے جاؤ مگر سب جانثاران امام تھے وہ کب جانے والے تھے؟

رات عبادت میں گذری، آخر ۱۰ محرم یوم عاشورہ کی صبح نمودار ہوئی، فرات پر پہرہ

دینے والے بدبختوں کی تعداد پانچ سو کر دی گئی تا کہ امام کو پانی کی ایک بوند بھی نہ مل سکے، اتمام حجت کے لئے امام نے ایک مرتبہ یزیدیوں سے خطاب فرمایا مگر ان پر ان کا خبث باطن غالب رہا۔ امام کے لشکر میں ۳۲ سوار اور ۴۰ پیادے تھے، زہیر بن قیس دائیں اور حبیب بن مظہر بائیں سردار مقرر ہوئے اور وفاؤں کے بادشاہ حضرت غازی عباس کو علم عطا فرمایا گیا۔ جنگ شروع ہوئی اور امام کے جانثاروں نے اپنے آقا و مولا پر اپنے جانوں کے نذرانے نچھاور کرنا شروع کئے۔ ادھر وقت نماز قریب آ رہا تھا ادھر بزرگ امام اپنے جوانوں کے لاشے اٹھا رہے تھے۔ میرے قلم میں اتنی سکت نہیں کہ خاندان نبوت کے ان پھولوں پر مظالم کی ساری داستان رقم کروں جوان علی اکبر سے معصوم شیر خوار علی اصغر تک جام شہادت نوش فرما چکے، حضرت حر بھی جہنم سے جنتی بن کر راہیء فردوس بریں ہوئے۔ میرے امام کی ہری بھری پھلواری ان کے سامنے اجڑ گئی۔ نازک پھول پتی پتی ہو کر خاکِ کربلا میں بکھر گئے، عون و محمد، قاسم و حسن، حبیب ابن مظاہر، جعفر بن عقیل، مسعود بن حجاج، محمد بن مقداد، عبداللہ بن مسلم، محمد بن مسلم، جعفر اکبر، غازی عباس علمدار اور ان کے تینوں بھائی امام کے دوسرے صاحبزادے ابوبکر اور سارے بھائی بھتیجوں سمیت امام کے سارے ہمراہی شہید ہو گئے۔ یزیدی نظریئے سے تائب ہو کر حسینی مشن پر جان قربان کرنے والے سالار حضرت حر رضی اللہ عنہ اپنے جوہر دکھا رہے تھے کہ کسی لعین نے انہیں بھی شدید زخمی کر دیا، گر پڑے، اور امام کو آواز دی، امام بے قرار ہو کر سخت جنگ کر کے تشریف لائے اور حضرت حر کو اٹھایا، زمین پر لٹایا، ان کے سر کو اپنے زانو پر رکھ کر پیشانی اور رخساروں پر

پڑی ہوئی گرد کو اپنے دامن اطہر سے پونچھنے لگ گئے، شہزادۂ کونین کے ہاتھوں کے روحانی کیف سے مسرور ہو کر حضرت حر نے آنکھ کھولی تو امام کو اپنے سامنے دیکھ کر فرط محبت میں مسکرا دیئے کہ گوہر مراد مل گیا۔ عرض کیا! حضور، آپ اب تو مجھ سے راضی ہیں۔ امام نے فرمایا کہ ہم راضی ہیں، اللہ بھی راضی ہے۔ امام عرش مقام علیہ السلام کی زبان اقدس واطہر کے یہ الفاظ سن کر ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

اور بقول پیر نصیر گولڑوی حضرت حرؓ یہ کہتے ہوئے جنت سدھار گئے۔

میں ہوں گدائے کوچۂ آلِ نبی ﷺ نصیر
دیکھے تو مجھ کو نارِ جہنم لگا کے ہاتھ

انا للہ و انا الیہ راجعون

اب امام اکیلے رہ گئے تھے اور زبان سے فرما رہے تھے کہ۔

مجھ کو جنگل میں اکیلا چھوڑ کر
قافلہ سارا روانہ ہو گیا

شاید اسی موقع کی مناسبت سے پیر نصیر گیلانی مدظلہ نے فرمایا کہ۔

لاکھوں شقی ادھر ہیں ادھر اک حسین ہے
کانٹوں کی نوک جھوک گل تر کے ساتھ ہے
بھیجوں یزیدیت پہ نہ کیوں لعنت اے نصیر
یہ دشمنی ہے اور میرے گھر کے ساتھ ہے

حفیظ جالندھری مرحوم نے کہا کہ۔

عبا بھی تار تار ہے
تو جسم بھی فگار ہے
زمین بھی ہے تپی ہوئی
فلک بھی شعلہ بار ہے
مگر یہ مرد تیغ زن
یہ صف شکن، فلک شکن
کمال صبر و تندہی
سے محو کار زار ہے
یہ بالیقین حسین ہے
نبی ﷺ کا نور عین ہے

اب چاند کی باری آتی ہے

اب امام نے پھر ان بدبختوں کو آخری خطاب فرمایا کہ تم میرے قتل پر جمع ہوئے ہو۔ ہاں ہاں میرے بعد خدا کی قسم تم کسی ایسے کو قتل نہیں کرو گے جس کا قتل میرے قتل سے زیادہ خدا کی ناراضی کا سبب ہو۔ خدا کی قسم! مجھے امید ہے کہ اللہ تمہاری ذلت سے مجھے عزت بخشے گا اور تم سے وہ بدلہ لے گا جو تمہارے خواب و خیال میں بھی نہیں...... ادھر ایک لعین نے یوں بکواس کی کہ وہ دیکھو فرات کیسے چمک رہا ہے، مگر تم اس سے ایک بوند بھی نہ پاؤ گے اور ابھی پیاسے مارے جاؤ گے۔ امام کو جلال آگیا اور

فرمایا کہ خدا تجھے ہی پیاسا ہلاک کرے۔ وہ اسی وقت فوراً پیاس میں مبتلا ہوا پانی پیتا مگر
پیاس نہ بجھتی حتیٰ کہ اس کثرت سے پانی پیا کہ اس کی آنتیں پھٹ گئیں اور شدت
پیاس ہی میں ہلاک ہوگیا...... شمر خبیث نے شور مچایا، خوب چلایا کہ...... تمہاری مائیں
تم کو پیٹیں، کیا انتظار کر رہے ہو؟ حسین ؑ کو قتل کرو۔ اب ان ظالموں نے جگر گوشۂ
رسول ﷺ پر چاروں طرف سے حملہ کر دیا۔ زرعہ بن شریک تمیمی مردود نے بائیں
شانۂ اقدس پر تلوار ماری۔ سنان بن نخعی جہنمی نے نیزہ مارا اور امام گر پڑے اس مردود
نے خولی بن یزید سے امام کا سر کاٹنے کو کہا، اس کا ہاتھ کانپنے لگا...... سنان ابن الشیطان
خود آگے بڑھا اور اس نے امام کا سرانور، جسم اطہر سے جدا کر لیا۔ بعض نے لکھا ہے کہ
لعین شمر ذوالجوشن نے امام کا سر وجود اطہر سے الگ کیا۔ اسی بات کو خلیفہ امام احمد رضا
بریلوی رحمتہ اللہ علیہ، علامہ ابوالحسنات سید احمد قادریؒ اپنی مشہور زمانہ کتاب ''اوراق
غم'' کے صفحہ ۴۹۶ پر علامہ ابی اسحاق اسفرآئینی کی کتاب ''نورالعین'' کے حوالے سے
یوں رقمطراز ہیں کہ...... ولد الشیطان سنان جب حلقوم ناز تراشنے کو آیا تو اس پر اس قدر
ہیبت پڑی کہ بھاگ گیا۔ پھر شمر ذی الجوشن خبیث آیا۔ امام عالی مقام علیہ السلام نے
خوب صبر واستقامت کا مظاہرہ فرمایا اور اس وقت رسول خدا ﷺ کی وہ دعا اللھم
اعط الحسین صبراً و اجراً رنگ لائی اور امام نے چلچلاتی دھوپ میں صبر ورضا
کی چھتری کے سائے تلے شمر مردود سے پوچھا تو کون ہے؟ تو زبردست گناہ کا
ارتکاب کر رہا ہے کیا تجھے خدا اور رسول ﷺ سے شرم نہیں آتی؟ شمر نے کہا میں شمر
بن ذی الجوشن ہوں۔ آپ نے فرمایا، وائے تجھ پر، کیا تو مجھے نہیں جانتا، شمر نے کہا

آپ حسین ہیں اور آپ کے باپ علی ابن ابی طالب ہیں۔ آپ نے فرمایا خبیث،
بے حیا جب تو مجھے جانتا ہے تو کس وجہ سے قتل کرنے پر آمادہ ہے؟ شمر نے کہا کہ محض
جاہ ومال دنیا کے لالچ میں، جو یزید سے مجھے ملے گا۔

امام کا قاتل مرض برص میں مبتلا تھا

پھر مزید سوالات وجوابات کے بعد امام نے فرمایا...... اپنی پیٹھ تو مجھے کھول کر
دکھا۔ اس نے دکھائی تو آپ نے دیکھا کہ پیٹھ پر برص کا داغ ہے اور سور کے بالوں کی
طرح اس کی پیٹھ پر بال ہے۔ آپ نے ملاحظہ فرما کر کہا...... اللہ اکبر...... میرے جد
امجد ﷺ نے سچ فرمایا تھا...... شمر نے کہا کہ آپ کے جد امجد ﷺ نے کیا کہا تھا؟ آپ
نے فرمایا کہ مجھ سے فرمایا کہ ایسا شخص مجھے قتل کرے گا جیسا تو، شمر غصے میں آکر کہنے
لگا...... آپ مجھے کتے اور سور سے تشبیہ دیتے ہیں، خدا کی قسم! اب میں ضرور قتل کروں
گا...... پھر آپ کو خبیث نے شہید کر دیا۔ جب خورشید امامت غروب ہوگیا تو سر
مبارک نیزہ میں ٹوم کر ابن زیاد کو بھیج دیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

وقت شہادت امام عالی مقام کی عمر چھپن سال پانچ ماہ اور چند دن تھی۔

**فصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا و مولانا محمد والہ واصحابہ
اجمعین ولعنتہ اللہ علی اعدائہ واعدالھم الظالمین**

پھر بدبختوں نے امام کی انگوٹھی اتار لی۔ عمامہ لے گئے حتیٰ کہ بے لباس کر دیا۔
اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ امام عالی مقام کے وجود مسعود کو ان تیرہ بخت لعینوں نے گھوڑوں

کے ٹاپوں تلے روند ڈالا............

............آل رسول کے سارے شہدا کے سروں کو نیزوں پر چڑھایا اور کوفہ کے بازاروں میں پھراتے رہے۔

حافظ ابن عساکر نے مہنال بن عمرو سے روایت نقل کی ہے کہ جب امام عالی مقام رضی اللہ عنہ، کا سرانور دمشق میں اٹھایا گیا تو وہاں ایک عجیب منظر دیکھا گیا۔ ادھر رحمت عالم ﷺ کے شہزادے کا سر مبارک نیزے پر تھا اور ادھر ایک قاری قرآن تلاوت کلام مجید میں محو تھا۔ جب قاری نے سورۂ کہف کی یہ آیت پڑھی ام حسبت

ان اصحب الکھف و الرقیم کا نوا من ایتنا عجباً

یعنی...... ''کیا جان لیا آپ نے اے نبی ﷺ! کہ تحقیق اصحاب کہف ورقیم تھے ہماری نشانیوں میں سے بہت عجیب نشانی......'' تو اسی وقت امام عالی مقام کے سر مبارک سے نہایت فصیح انداز میں یہ کلمات تمام حاضرین نے ساعت کئے کہ۔

اعجب من اصحب الکھف قتلی و حملی...... سبحان اللہ! اصحاب کہف سے بھی زیادہ عجیب نشانی میرا قتل ہونا اور میرا سر گشت کرایا جانا ہے، بیمار کربلا حضرت امام زین العابدین علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم اور پردہ داران اہل بیت کو ہمراہ پھیراتے رہے۔ حجتہ الاسلام حضرت حسن رضا خان بریلوی ؒ فرماتے ہیں۔

اہل بیتِ پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لعنۃ اللہ علیکم دشمنان اہل بیت

واقعہ کربلا کے بعد کے واقعات

علامہ ابن حجر عسقلانی، علامہ ابن کثیر، امام جلال الدین سیوطی، شاہ عبدالعزیز

محدث دہلوی اور علامہ ابن حجر مکی جیسے محدثین نے اپنی اپنی کتب میں مختلف واقعات لکھے ہیں...... سر الشہادتین صفحہ ۳۲، صواعق محرقہ اور تہذیب التہذیب میں مرقوم ہے کہ...... جس دن امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے اس دن بیت المقدس میں جو پتھر اٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے تازہ خون پایا جاتا تھا...... امام ابن سیرین نے فرمایا کہ ......شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد تین روز تک پوری دنیا میں تاریکی چھائی رہی پھر آسمان پر سرخی ظاہر ہوئی...... خلف بن خلیفہ کہتے ہیں کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے تو آسمان سیاہ ہوگیا اور دن میں ستارے نظر آنے لگے...... امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ امام رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن آفتاب کو گرہن ہوا اور سات دن تک آفتاب کا رنگ پیلا رہا۔ دیواروں پر مثل ہلدی کے رنگ کی شعاع پڑتی تھیں۔ چھ ماہ تک کنارے آسمان کے سرخ رہے اور اس کے بعد یہ سرخی ستمر ہوگئی...... علامہ محمد علی حسین الکبری فضائل صحابہ واہل بیت میں رقمطراز ہیں کہ...... آپ کی شہادت سے پہلے یہ سرخی آسمان پر کبھی نہیں دیکھی گئی گویا کہ اس طرح آسمان ہمیشہ اس حادثہ کے ماتم میں مدام ہے۔ ستارے بکثرت سات روز تک ٹوٹتے رہے اور آپس میں ٹکراتے رہے...... علی بن مشہر کہتے ہیں کہ میری دادی نے مجھے بتایا کہ حضرت امام عالی مقام کی شہادت پر کئی دنوں تک آسمان ان پر روتا رہا۔ (بیہقی) امام کے سانحہ شہادت پر صحابہ کرام نے رحمت عالم ﷺ کو خواب میں پریشان دیکھا اور آپ ﷺ روتے تھے۔ جناب کو امام کے غم میں نوحے پڑھتے سنا گیا۔

مخالفین امام کا انجام بد

ام المومنین حضرت سیدہ سلمہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد گرامی ''میزان الاعتدال'' میں مرقوم ہے کہ میں نے شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے وقت ایک غیبی ندا سنی...... کہنے والا اپنے مخصوص انداز میں یہ رباعی پڑھ رہا تھا۔

ایھا القاتلون جھلاً حسیناً

بشروا بالعذاب والتنکیل

قد لعنتم علی لسان داؤد

و موسی و حامل الانجیل

ترجمہ:۔اے امام حسین (رضی اللہ عنہ) کے قاتلو! اپنی جہالت کے سبب امام عالی مقام کو شہید کرنے والو! تمہیں دردناک عذاب اور ذلت وخواری کی بشارت ہو......ارے......تمہارے لئے تو حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حامل انجیل (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی زبان پر لعنت ہی لعنت ہے۔

......اللہ اکبر......

حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا روای ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے فرمایا کہ میں نے یحییٰ بن زکریا کے بدلے ستر ہزار (افراد) قتل کروائے اور آپ کے نور نظر فرزند (حسین رضی اللہ عنہ) کے بدلے ستر ہزار اور ستر ہزار (دوگنا) قتل کراؤں گا۔

نصرتِ امام رضی اللہ عنہ واجب ہے!

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ......''یزید! اللہ تعالیٰ اس یزید قاتل ملعون میں برکت نہ کرے! سنو! میرے پیارے اور محبوب فرزند حسین رضی اللہ عنہ کی خبر شہادت کے ساتھ ان کے قتل ہونے کی جگہ کی خاک میرے سامنے لائی گئی...... میں نے ان کے قاتل کو دیکھا۔ سنو! جن لوگوں کے سامنے انہیں شہید کیا جائے گا اور وہ ان کی مدد نہ کریں گے تو اس وجہ سے اللہ تعالیٰ ان پر بھی عذاب مسلط کرے گا......''

گویا ثابت ہوا نصرت حسین رضی اللہ عنہ امت پر واجب ہے اور خوب یاد رکھیئے! اس واقعہ کے بعد والے لوگ امام کے نظریات وعقائد اور مشنِ عظیم کا پرچار کرکے نصرت امام کا فریضہ سرانجام دے سکتے ہیں۔

قاتلین حسین رضی اللہ عنہ میں سے جس کسی نے جس جس انداز میں ظلم ڈھائے تھے۔ اسی طرح وہ خود بھی اپنے انجام کو پہنچے۔ عبدالمالک بن مروان کے زمانے میں مختار بن ابی عبید ثقفی نے کوفہ پر قبضہ کرلیا اور ابن زیاد بن نہاد کے لشکر میں شامل ہونے والے افراد کی فہرستیں تیار کروائیں اور پھر ایک فوج یا پولیس کا دستہ صرف اس کام پر مامور کر دیا کہ وہ ان بدبختوں کو چن چن کر جہنم رسید کرے اور ان کے گھروں کو گرا کر زمین کے برابر کردے...... مختار نے قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کو سخت اذیتیں دلوائیں اور بعض کو آگ میں جلوادیا۔

ازل سے آج تک کوئی ایسا منظر نہیں ملتا

اولادِ علی المرتضیٰ ؓ کا دشمن خنزیر

منصور کہتے ہیں کہ میں نے شام میں خنزیر کے منہ والے ایک شخص سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ...... "میں مولا علی ؓ کی اولاد پر لعنت کرتا تھا۔ ایک رات حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا اور امام حسن مجتبیٰ ؓ نے میری شکایت فرمائی۔ تو آقائے دو جہان نے مجھ پر لعنت فرمائی اور میرے منہ پر تھوک دیا بس اس دن سے میرا چہرہ سور کا سا ہو گیا......"

شمر لعین کو قتل کرنے کے بعد اس کی لاش پر کتے چھوڑے گئے تھے اور کتوں نے اس منحوس کو کھا لیا تھا۔ عمرو بن سعد مردود پکڑا گیا تو ایذا دے کر اس کو قتل کیا گیا۔ ابن زیاد بدنہاد بھی اسی طرح جہنم نگر پہنچا۔ جب اس بدبخت کا سر کاٹ کر اس کے ساتھیوں کے ساتھ رکھا گیا تو ایک سانپ آیا اور اس کے نتھنے کے ذریعے سر میں گھس گیا پھر نکل گیا، چلا گیا، پھر آ گیا۔ اسی طرح کئی دفعہ آیا اور اس کے سر میں گھس کر باہر نکلا۔ جب اس کا سر امام سجاد فرزند حسین سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے قدموں میں رکھا گیا تو امام زین العابدین ؓ نے اپنی آنکھیں بند فرما لیں اور فرمایا...... اس مکروہ سر کو میرے سامنے سے ہٹا دیا جائے...... پھر سجدے میں گر گئے اور فرمایا" ...... خدا کا شکر ہے کہ اس نے میرے لئے میرے دشمنوں سے میرا انتقام لیا ہے......"

انگریز مورخ جنرل سر جان گلب نے اپنی کتاب "عربوں کی سلطنت" میں لکھا ہے کہ...... عربوں کا دستور ہے خون کا بدلہ خون، آنکھ کا بدلہ آنکھ...... اسی قانون کی روشنی

میں امام حسین ؓ کے قاتلوں کو تقریباً اسی طرح قتل کیا گیا جس طرح انہوں نے شہدائے کربلا پر مظالم توڑے تھے...... جنہوں نے شہدائے کربلا پر تیر چلائے تھے انہیں تیر مارے گئے۔ ایک شخص نے امام کو بھالا مارا تھا۔ اس کو اسی طرح قتل کیا گیا۔ ایک نے امام کے کپڑے اتار لئے تھے اس کو بھی کپڑوں سے محروم کر کے ننگا کر دیا گیا اور قتل کیا گیا۔

عاشورہ محرم کے بعد سات روز تک دنیا نے واویلا کیا...... سورج کی روشنی سرخ ہو گئی...... ستارے آپس میں ٹکراتے تھے...... سورج گرہن ہو گیا تھا...... اور شہادت امام کے چھ ماہ تک آسمان کے کنارے مکمل سرخ رہے...... یزیدیوں کے کپڑے جل گئے، انہوں نے اونٹ ذبح کیا اس کا گوشت کڑوا ہو گیا......

ایک شخص نے امام عالی مقام ؓ کی شان میں گستاخی کی تو آسمان سے ایک ستارہ چھوٹا اور اس سیاہ بخت کو اندھا کر دیا۔

(والعیاذ باللہ رب العالمین)

فلسفہ و پیغام شہادت امام حسین علیہ السلام

امام عالی مقام شہزادۂ گلگوں قباء سید الشہدا والی کربلا میرے مولا سیدنا حسین علیہ السلام کی بے مثال شہادت و قربانی نے اسلام کو بقاء عطا فرمائی، امت کی اصلاح اور ملت کی فلاح کا ذریعہ بنی۔ لیکن آج ہمیں سوچنا ہے کہ اگر ہم مولا حسین ؓ کے نام لیوا ہیں...... تو...... ہمارا کردار کیا ہے؟ اگر واقعی ہمارا دل عقیدت و محبت امام سے لبریز اور منور ہے تو کیا یزیدیت ختم ہو گئی؟...... نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے راستے میں رکاوٹیں کیا ہیں؟ اور یہ رکاوٹیں کھڑی کرنے والے کون ہیں؟ اور پھر...... خوب

غور کرو...... کہ ......ایسے حالات میں حسینیوں کی ذمہ داری کیا
ہے؟......سوچو، سوچو......اور خوب سوچو، کیا آپ حسینی ہو؟......اور اگر واقعی آپ حسینی
ہو......تو......حسینیت کو اپناؤ...... حسینیت سے پیار کرو......کبھی سوچا حسینیت کیا
ہے؟......آؤ......میں آپ کو بتاتا ہوں کہ حسینیت کیا ہے؟

حسینیت کیا ہے؟

حسینیت صبر و استقامت کا نام ہے...... حسینیت جرات و شجاعت کا نام
ہے......حسینیت عزم و استقلال کا نام ہے...... حسینیت جذبہء جہاد کا نام ہے......
حسینیت ذوق عبادت کا نام ہے...... حسینیت شوقِ شہادت کا نام ہے......حسینیت،
یزیدیت کے سامنے ڈٹ جانے کا نام ہے...... حسینیت ہر برائی کے مقابلے کا نام
ہے......حسینیت ظالموں سے مقابلے کا نام ہے...... حسینیت خوف خدا کا نام ہے......
اور......حسینیت عشق مصطفیٰ ﷺ کا نام ہے......

............اسی لئے تو............

پیغام دے رہی ہے شہادت حسین کی
حق پر فدا ہو، طاعت ناحق نہ کر قبول
چڑھ جائے کٹ کے سر تیرا نیزے کی نوک پر
لیکن یزیدیوں کی اطاعت نہ کر قبول

ہاں ہاں......حسینیت عفت وطہارت کا نام ہے......حسینیت مظلوموں کی داد
رسی کا نام ہے......حسینیت ظالموں کی گردن مروڑنے کا نام ہے......حسینیت ٹوٹے
دلوں کو جوڑنے کا نام ہے......حسینیت نماز کی پابندی کا نام ہے......حسینیت مساجد کی
آبادی کا نام ہے......حسینیت رزق حلال کے حصول کا نام ہے......حسینیت علم کی جستجو

کا نام ہے......حسینیت اہل علم کی قدر دانی کا نام ہے...... حسینیت اخلاص واخلاق کی
ارزانی کا نام ہے......حسینیت امن و امان کا نام ہے...... حسینیت رب کے عرفان کا
نام ہے......حسینیت اللہ کے انعام کا نام ہے......حسینیت اخوت و بھائی چارے کا نام
ہے......حسینیت جھوٹ سے نفرت کا نام ہے......حسینیت جھوٹوں سے بیزاری کا نام
ہے......حسینیت سچوں کی بیداری کا نام ہے......حسینیت بزرگوں کے احترام کا نام
ہے......حسینیت کفر والحاد مٹانے کا نام ہے......حسینیت اسلام کے لئے گردن کٹانے کا
نام ہے......حسینیت خدا کی بندگی کا خدمت کا نام ہے...... حسینیت بے کسوں، بے
بسوں اور لاچاروں کی دستگیری کا نام ہے......حسینیت یتیموں کے سر پر دست شفقت
رکھنے کا نام ہے......حسینیت بیواؤں کی عفت وعصمت کے تحفظ کا نام ہے......حسینیت
شعار اسلام کے تقدس کی بحالی کا نام ہے...... بلکہ......حسینیت اسلام کے مرکزی خیال
کا نام ہے......اور......اسلام کے متعلق تو خالق کائنات نے خود فرمایا......

ان الدین عند اللہ الاسلام

......اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے......

اگر یہ سچ ہے......اور......یقیناً سچ تو پھر آؤ......مل کر نعرہ لگاؤ......

حسینیت زندہ باد

یزیدیت مردہ باد

اور یہ صرف نعروں سے کام نہیں چلے گا......کھوکھلے نعرے تو فضا میں تحلیل ہو
جاتے ہیں......ہمیں حسینیت کے لئے کام کرنا ہوگا......ہمیں فلسطین، کشمیر، بوسنیا،

اریٹریا، فلپائن، الجزائر، بھارت اور دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کو کفر کے پنجۂ استبداد سے نجات دلانا ہوگی...... افغانستان کی مکمل تباہی کے بعد اس وقت عراق بھی لہولخت ہے امریکہ، امریکیوں، امریکہ نواز اور امریکہ کے حلیفوں سے نمٹنا ہوگا ہمیں عالم اسلام کی مسلمانوں کو کفر کے پنجۂ استبداد سے نجات دلانا ہوگی...... ہمیں عالم اسلام کی وحدت کے لئے کام کرنا ہوگا...... ہمیں اتحاد امت کا نقشہ پیش کرنا ہوگا......

ہمیں انا پرستی...... زر پرستی...... مادہ پرستی...... ہوس پرستی...... اور...... شخصیت پرستی کے خلاف جہاد کرنا ہوگا...... ہمیں خدا پرستی کا راج قائم کرنا ہوگا...... ہمیں اسلامک بلاک بنانا ہوگا...... ہمیں اسلامی فورس قائم کرنا ہوگی...... ہمیں اسلامی بنک تشکیل دینا ہوگا...... ہمیں عالم کفر کے مقابلے میں عالم اسلام کی نمائندگی کے قابل بننا ہوگا......

ہمیں عالم اسلام کا وقار بلند کرنا ہوگا......

......آؤ...... مل کر صدق دل سے دعا کریں......

یارب مصطفیٰ ﷺ!...... ملت اسلامیہ کو ملت واحدہ بنا...... آمین

اس کے ساتھ یہ بھی عہد کریں کہ آج کے بعد ہماری دوستی اور ہماری دشمنی کا معیار صرف اور صرف...... رضائے رب اور رضائے مصطفیٰ ﷺ...... ہوگا......

......اے اللہ...... ہمیں اس عہد پر استقامت عطا فرما۔

استغاثہ

......آئیے...... آخر میں راکب دوش رسول، سید الشہداء امام عالی مقام سیدنا حسین علیہ السلام کے حضور بصد ادب و احترام اور بصد عجز و انکسار استغاثہ عرض کریں کہ۔

قافلۂ حجاز میں ایک حسین بھی نہیں
گرچہ ہے تاب دار ابھی گیسوئے دجلہ و فرات

اس لئے...... ملت اسلامیہ کے تن مردہ میں پھر سے نئی روح پھونکی جائے...... خدا پرستی اور...... رسول پیوستگی...... کا شعور بخشا جائے۔

جی کے مرنا تو سب کو آتا ہے
مر کے جینا سکھا دیا تو نے

☆☆☆

شاہ حسین زندہ باد
واہ حسین زندہ باد

☆☆☆

السلام اے عظمتِ خونِ شہیداں السلام
السلام اے آیۂ توقیرِ قرآن السلام

☆☆☆☆

جو گلِ ریاضِ رسول تھا وہ جو نورِ چشمِ بتول تھا
اس ایک شخص کے قتل سے مری کتنی صدیاں اداس ہیں

☆☆☆☆

آستانہ حضرت سلطان باھو پر عرس سیدنا امام حسین کی عظیم روایت

حضرت سلطان العارفین برھان الواصلین سخی سلطان باھو قدس سرہ (۱۰۳۹ھ......۱۱۰۲ھ) برصغیر میں عظیم صوفی اور ولی کامل گزرے ہیں ان کے کلام میں جو درد، سوز، کیفیت، حقیقت اور پیغام موجود ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔آپ نے سوا تین سو سال پہلے سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سالانہ عرس مبارک منانا شروع فرمایا اور ہمیشہ اپنے متعلقین کو اس میں شرکت کی دعوت دی۔آپ کے وصال کے بعد آپ کا یہ معمول ہمیشہ جاری وساری رہا۔اب پوزیشن یہ ہے کہ آپ کا جاری کردہ عرس مبارک کا یہ معمول آپ کے اپنے عرس شریف پر بھی غالب آگیا ہے۔کسی کو آپ کے عرس کی تاریخ یاد ہو یا نہ امام حسین کے عرس کی تاریخ ہر کوئی جانتا ہے۔یادگار اسلاف حضرت پیر سلطان محمد حسن قدس سرہ اس عرس مبارک کو اعلیٰ روایات، کمال عقیدت واحترام اور نہایت تزک واحتشام سے مناتے ہیں آج آپ کی اولاد اس مشن کو آگے بڑھا رہی ہے۔حضرت سلطان باھو ٹرسٹ کے چیئرمین اور عالمی مبلغ اسلام حضرت پیر سلطان فیاض الحسن سروری قادری زید مجدہ کی براہ راست نگرانی اور صدارت میں یہ عرس مبارک ہر سال ۸ محرم الحرام کو آستانہ حسن پر انعقاد پذیر ہوتا ہے۔دنیا بھر سے لاکھوں فرزندان اسلام شرکت کرتے ہیں اور دربار حضرت سلطان باھو پر حضرت امام عالی مقام کے عرس مبارک کی یہ تقریبات برصغیر کی اہم روایت بن کر رہ گئی ہیں۔جبکہ صاحبزادہ سلطان نیاز الحسن قادری اسلامک ہیلپ (یوکے)، حضرت صاحبزادہ ڈاکٹر سلطان امتیاز الحسن حضرت سلطان باھو ٹرسٹ اور دیگر صاحبزادگان بھی سخی سلطان العارفین کے مشن، خدمت دین وخدمت انسانیت کے لیے شب وروز مصروف عمل ہیں۔

- دربار عالیہ حضرت سلطان باھو کی پرنور فضاؤں میں کروڑوں کی لاگت سے خوبصورت اور دلکش الحرا کمیونٹی کالج کی تعمیر۔
- کئی ایکڑ اراضی خرید لی گئی ہے جس پر دیگر منصوبہ جات کی تعمیر کا کام جاری ہے۔
- میرپور آزاد کشمیر میں 4 کروڑ روپے کی لاگت سے 80 ہزار مربع فٹ کورڈ ایریا پر مشتمل 34 کنال اراضی خرید لی گئی ہے جس کی تکمیل کے لئے مزید کروڑوں روپے درکار ہیں۔
- قرآن پاک (ناظرہ، حفظ، تجوید و قرأت) کی مفت تعلیم و تدریس کے لئے پورے ملک میں مراکز تعلیم القرآن کا قیام۔
- ملک کے دور افتادہ اور معاشی طور پر کمزور علاقہ جات میں عصری تعلیم کے فروغ کے لئے غیر تجارتی بنیادوں پر ہولی سکول اینڈ کالجز سسٹم کا قیام۔
- پاکستان بھر میں اقامتی طلباء اور طالبات کو بلا معاوضہ عصری و دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے الحرا کمیونٹی کالجز کا قیام۔
- شام، مصر اور اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے زیر تعلیم فضلاء کی کفالت۔
- دعوتی و تبلیغی مقاصد کے لئے مطبوعہ اسلامی لٹریچر کی مفت تقسیم۔
- نادار اور غریب طلباء کے تعلیمی اخراجات کی کفالت کے لئے وظائف کی فراہمی۔
- 2000 طالبات کو اقامتی سہولت کے ساتھ جدید عصری اور دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے الحرا کمیونٹی کالج کا قیام۔
- ایران، عراق اور پاکستان میں زلزلہ، جنگ اور سیلاب سے متاثرہ افراد کی ہنگامی بنیادوں پر مدد۔
- برطانیہ میں مقیم اہل اسلام کی طرف سے عید الاضحیٰ کی قربانی کی مد میں دی گئی رقوم سے کثیر تعداد میں جانوروں کو ذبح کرنے اور غرباء میں گوشت تقسیم کرنے کا انتظام۔

حالیہ زلزلہ کے متاثرین کی ہمہ پہلو بھرپور امداد

حضرت سلطان باھو ٹرسٹ کے رواں اور آئندہ منصوبہ جات کی تکمیل کے لئے دل کھول کر عطیات، صدقات اور زکوٰۃ دیجئے۔ آپ کی رقوم ٹرسٹ کے مرکزی اکاؤنٹ نمبر MCB421-8 ٹھوکر نیاز بیگ لاہور میں بذریعہ ڈرافٹ۔ منی آرڈر اور براہ راست بھی جمع کرا سکتے ہیں۔

بحمد اللہ تعالیٰ ٹرسٹ کے تعلیمی، دعوتی اور اشاعتی منصوبہ جات روز افزوں ہیں

مرکزی دفتر
حضرت سلطان باھو ٹرسٹ
اے بلاک لالہ زار فیز II ٹھوکر نیاز بیگ لاہور
فون : 042-5028292,5311324